مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم

مہذب پور، پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)

مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجرپور، اعظم گڑھ، یوپی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری

تعلیق وتخریج

مفتی عبدالنور قاسمی حبیبی

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
مہذب پور، پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)

نام کتاب : تحقیقات فقہیہ (جلد دوم)

مصنف : حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

سن اشاعت اول : ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء

سن اشاات دوم : ۲۰۲۳ء

صفحات : ۲۲۳

قیمت : ۲۵۰

ناشر : مکتبہ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور
پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یو پی، انڈیا

ملنے کا پتہ

۱- مکتبہ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یو پی

بسم الله الرحمن الرحيم

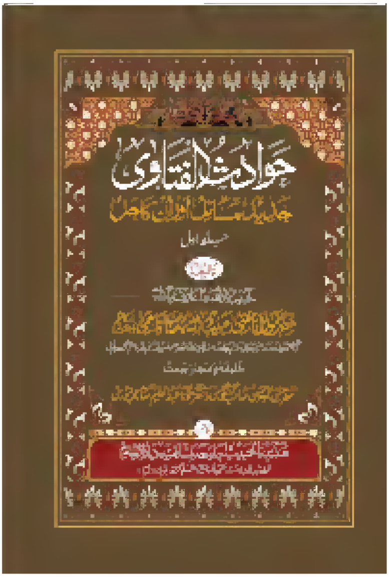

حوادث الفتاویٰ
جدید مسائل اور ان کا حل
جلد اول

حوادث الفتاویٰ
جدید مسائل اور ان کا حل
جلد دوم

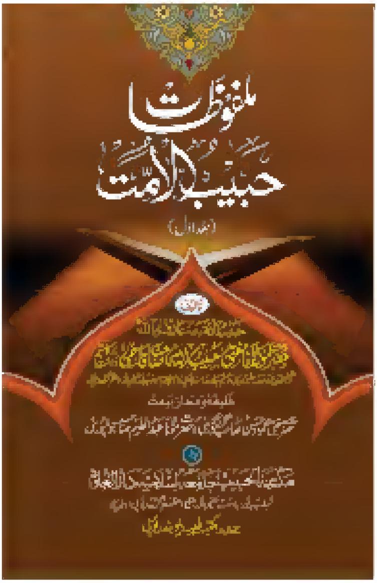

ملفوظات
حبیب الامت
(جلد اول)

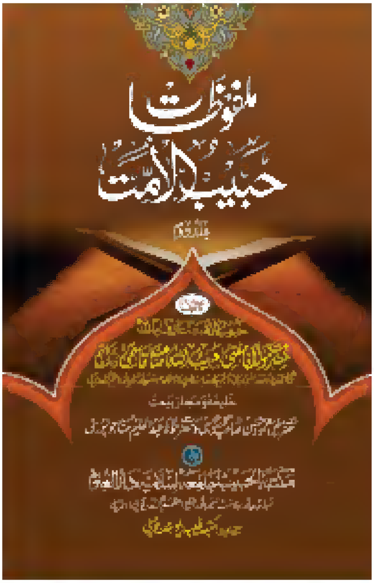

ملفوظات
حبیب الامت
جلد دوم

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	فکر حبیب	۱۵
۲	**مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں:**	۱۷
۳	زنا کی تباہ کاری	۱۷
۴	امت کے لئے قابل اقتداء شخصیات	۱۸
۵	خداترسی فطرت کا تقاضہ ہے	۱۹
۶	اسلام نے برائی کے راستوں پر چوکیدار بٹھا دیا ہے	۱۹
۷	انسانیت کے آلودۂ معصیت ہونے کے اسباب	۲۰
۸	اسلامی تعلیمات کی گرفت کا احساس ہونا چاہئے	۲۰
۹	اسلام ارتکاب معصیت کو برداشت نہیں کرتا	۲۰
۱۰	اسلام کے پیش نظر حیوانوں کا جنگل بسانا نہیں ہے	۲۱
۱۱	اسلام انسان کو انسانیت کے ڈھانچہ میں ڈھالنا چاہتا ہے	۲۱
۱۲	شراب نوشی کی تباہ کاریاں	۲۱
۱۳	اسلام کا اعلان حرمتِ شراب	۲۲

۱۴	اسلام اور آج کا معاشرہ	۲۲
۱۵	شراب کے سلسلہ میں ارشادات نبوی	۲۳
۱۶	شراب کے نقصانات	۲۵
۱۷	گانا باجا کی تباہ کاری	۲۷
۱۸	آج کے مسلمانوں کی بدحالی	۲۸
۱۹	گانا باجہ اور مسلمان	۲۸
۲۰	گانے باجے کے مہلک اثرات	۲۹
۲۱	گانے باجے کے سلسلہ میں ارشادات نبوی	۲۹
۲۲	گانے باجے کے بارہ میں صحابہ واسلاف کا عمل	۳۱
۲۳	زنا کاری کے اسباب	۳۲
۲۴	ٹی وی کے نتائج بد	۳۳
۲۵	مسلمانوں کا حالِ بد	۳۴
۲۶	مسلمان اور یہود و نصاری	۳۴
۲۷	مسلم بچوں پر ٹی وی کے اثرات	۳۵
۲۸	مسلمانوں کے گھروں کا حال زار	۳۶
۲۹	ٹی وی کی آمد کے اثرات	۳۷
۳۰	ٹی وی کے جواز کے لئے شیطانی فریب	۳۷
۳۱	ٹی وی کے خطرناک نتائج اور اس کی سنگینی	۳۸
۳۲	ٹی وی کے نقصانات	۳۹

۳۳	ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے	۴۰
۳۴	خلاصۂ کلام	۴۱
	سحر و جادو کی تباہ کاریاں	۴۳
۱	جادو کو نقصان پہونچانے کے لئے ہمیشہ استعمال کیا گیا	۴۳
۲	جادو حرام ہے	۴۴
۳	جادو کفر ہے	۴۴
۴	جادو گناہ کبیرہ ہے	۴۴
۵	جادو کرنا حرام ہے	۴۵
۶	جادوگر کافر ہے	۴۵
۷	قاضی عیاض کی رائے	۴۵
۸	امام بخاری کی رائے	۴۵
۹	ابن قدامہ کی رائے	۴۶
۱۰	حسن بصری کی رائے	۴۶
۱۱	امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کی رائے	۴۷
۱۲	حضرت صفوان کی روایت	۴۷
۱۳	حضرات ائمہ اربعہ کی رائے	۴۷
۱۴	حضرت سمرہ کی روایت	۴۸
۱۵	حضرت عمر کا حکم نامہ	۴۸

۱۶	حضرات صحابہ کی رائے	۴۸
۱۷	خلاصۂ کلام	۴۹
	جوا، سٹہ، لاٹری کے نقصانات	۵۱
۱	جوا کا تعارف	۵۱
۲	زمانۂ جاہلیت	۵۲
۳	جوا کی حرمت	۵۲
۴	جوا کا ارادہ بھی گناہ ہے	۵۳
۵	جوا کے اثرات	۵۳
۶	جوا کی مختلف شکلیں	۵۵
۷	جوا کی بدلی ہوئی دوسری شکلیں	۵۵
۸	خلاصۂ کلام	۵۶
	والدین کی نافرمانی کے نتائج بد	۵۷
۱	ارشاد ربانی	۵۷
۲	حکم خداوندی	۵۸
۳	حکم باری تعالیٰ	۵۹
۴	اولاد کے لئے پانچ باتوں کا لزوم	۵۹
۵	نمبر ایک والدین کو اُف بھی نہ کہو	۵۹
۶	نمبر دو والدین کو جھڑکنے کی ممانعت	۶۰

۷	نمبر تین والدین کا ہر حال میں ادب کرو	۶۰
۸	نمبر چار والدین کے سامنے جھک کر رہو	۶۰
۹	نمبر پانچ والدین کے لئے ہمیشہ دعاء گو رہو	۶۱
۱۰	والدین غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو	۶۱
۱۱	والدین کے بارہ میں احادیث نبویہ	۶۲
۱۲	ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم	۶۲
۱۳	حضور کی بددعاء	۶۲
۱۴	والدین کی نافرمانی حرام ہے	۶۳
۱۵	والدین کو برا بھلا کہنا گناہ کبیرہ ہے	۶۳
۱۶	اللہ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے	۶۳
۱۷	والدین کو تکلیف پہونچانے والا جنت سے محروم رہے گا	۶۴
۱۸	اولاد کی جنت ماں کے قدموں میں ہے	۶۴
۱۹	والدین چاہے ظالم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک لازم ہے	۶۴
۲۰	بوڑھے ماں باپ کو بنگاہ محبت دیکھنے پر مقبول حج کا ثواب ملتا ہے	۶۵
۲۱	والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں ملکر رہتی ہے	۶۵
۲۲	والدین کی نافرمانی کرنے والے کے ایمان کے زوال اور سوء خاتمہ کا خطرہ ہے	۶۶
۲۳	خلاصہ کلام	۶۶

	اسلام میں بڑوں کا احترام	۶۷
۱	تمہید	۶۷
۲	بڑوں کی عزت آپؐ کی رفاقت کا ذریعہ ہے	۶۸
۳	مسلم معاشرہ کا حال زار	۶۸
۴	راقم کے زمانے کا حال	۶۹
۵	آج کے نوجوانوں کا حال	۶۹
۶	حضرت حسنؓ کا ماں کا ادب	۶۹
۷	آج کے لونڈوں کا حال بد	۷۰
۸	قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم	۷۱
۹	ماں باپ کی نافرمان اولاد کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے	۷۲
۱۰	اساتذہ کا ادب واحترام	۷۲
۱۱	اپنے مرشد کا ادب واحترام	۷۴
۱۲	ادب وحترام دخول جنت کا ذریعہ بن گیا	۷۵
۱۳	خلاصۂ کلام	۷۵
	شادی بیاہ کی فضول خرچیاں اور بیہودہ رسمیں	۷۷
۱	تمہید	۷۷
۲	زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ اسلامی تعلیمات میں موجود ہے	۷۷

۳	مسلم معاشرہ کا حال زار	۷۸
۴	زندہ قومیں اپنی ثقافت پر سمجھوتہ نہیں کرتیں	۷۸
۵	منگنی کی رسم	۷۹
۶	زیورات کی خریداری	۸۰
۷	نیوتہ کی رسم	۸۰
۸	مہندی اور ہلدی کی رسم	۸۱
۹	شادی کارڈ کا حکم	۸۲
۱۰	باراتیوں کی ضیافت	۸۲
۱۱	شادی ہال کی بکنگ کا حال	۸۳
۱۲	ڈھول باجہ اور پٹاخوں کا حکم	۸۳
۱۳	مہر کا مسئلہ	۸۴
۱۴	سامان جہیز کی رونمائی	۸۵
۱۵	الحاصل	۸۶
	تلک اور جہیز کے نقصانات	۸۷
۱	نکاح اسلام کی نظر میں	۸۷
۲	نکاح کے فوائد	۸۷
۳	تلک وجہیز ایک ناسور ہے	۸۸
۴	تلک اور جہیز ہندوؤں کی رسم ہے	۸۸

۵	اس لعنت کے ذمہ دار امراء ہیں	۸۹
۶	لڑکے جانوروں کی طرح اپنی قیمت لگواتے ہیں	۸۹
۷	تلک وجہیز کا نتیجہ	۹۰
۸	ایک دل دوز واقعہ	۹۰
۹	مال کی لالچ میں شادی کا نتیجہ	۹۱
۱۰	حضرت فاطمہ کے جہیز کی حقیقت	۹۲
۱۱	خلاصۂ کلام	۹۳
	ساس بہو کے جھگڑے اور اس کے اسباب	۹۵
۱	آغاز سخن	۹۵
۲	ساس بہو کے جھگڑے معاشرہ کے لئے ناسور ہیں	۹۵
۳	ساس بہو کے جھگڑے کا پہلا سبب	۹۶
۴	سبب نمبر دو	۹۶
۵	سبب نمبر تین	۹۷
۶	چوتھا سبب	۹۷
۷	پانچواں سبب	۹۸
۸	چھٹا سبب	۹۸
۹	ساتواں سبب	۹۹
۱۰	آٹھواں سبب	۹۹

۱۱	نواں سبب	۱۰۰
۱۲	دسواں سبب	۱۰۱
۱۳	گیارہواں سبب	۱۰۱
۱۴	بارہواں سبب	۱۰۱
	میاں بیوی کے جھگڑے اور اس کے اسباب	۱۰۳
۱	تمہید	۱۰۳
۲	میاں بیوی کے جھگڑے کے اسباب	۱۰۴
۳	پہلا سبب	۱۰۴
۴	دوسرا سبب	۱۰۵
۵	تیسرا سبب	۱۰۶
۶	چوتھا سبب	۱۰۷
۷	پانچواں سبب	۱۰۸
۸	چھٹا سبب	۱۰۸
۹	ساتواں سبب	۱۰۸
۱۰	نواں سبب	۱۱۰
۱۱	دسواں سبب	۱۱۰
۱۲	گیارہواں سبب	۱۱۱
۱۳	بارہواں سبب	۱۱۲

علم کی ضرورت و اھمیت اور عصری علوم کے نقصانات		۱۱۳
۱	تمہید	۱۱۳
۲	اہل علم کی ضرورت	۱۱۳
۳	علماء سے معاشرہ کی محرومی	۱۱۴
۴	حضرت ابراہیم کی دعاء	۱۱۴
۵	امام الانبیاء کی آمد	۱۱۵
۶	سب سے پہلا دارالعلوم	۱۱۶
۷	معاشرہ کو ڈاکٹر وکیل کی بھی ضرورت ہے	۱۱۷
۸	علوم عصریہ کا سیلاب	۱۱۷
۹	چشم دید واقعہ	۱۱۷
۱۰	اسکول کے ایک بچہ کا واقعہ	۱۱۸
۱۱	ایک کالج کا واقعہ	۱۱۸
۱۲	عصری درسگاہوں کا حال زار	۱۱۹
۱۳	خلاصۂ کلام	۱۱۹

فکر حبیب

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اگر معاشرہ صالح ہوتا ہے تو عموی طور پر لوگوں میں صلاح کے جذبات ابھرتے ہیں اور اگر معاشرہ صالح نہیں ہوتا تو صلحاء کا صلاح بھی متاثر ہونے لگتا ہے، اگر ماحول بدبودار ہے تو غیر اختیاری طور پر بھی انسان بدبو سے متاثر ہوتا ہے چاہے لاکھ اپنے کو اس سے بچائے نیز بگڑے ہوئے معاشرہ کو درست کرنے کی سعی ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے، الحمد للہ چند سالوں سے ہندوستان میں اجتماعی طور پر مختلف جماعتیں جنگی پیمانہ پر اصلاح معاشرہ کی عظیم خدمت انجام دے رہی ہیں، ان جماعتوں میں جمعیۃ علماء ہند بھی ہے جو ہر سال اصلاح معاشرہ کا ایک عشرہ منا رہی ہے اور باضابطہ پورے ہندوستان میں منظّم طور پر وفود بھیجے جاتے ہیں اور معاشرتی خرابیاں اور اس کے نقصانات و خطرناک نتائج سے امت کو روشناس کرایا جاتا ہے۔ الحمد للہ اس سلسلہ میں اس خادم کا بھی دو سفر ہوا، پہلا سفر چمپارن، موتیہاری، ڈھاکہ، بتیا، مظفر پور، سمستی پور، دربھنگہ وغیرہ کا اور دوسرا سفر سیوان، سمستی پور، سیتامڑھی، چمپارن، موتیہاری، ڈھاکہ، حاجی پور، پٹنہ وغیرہ کا اور ہر جگہ لوگوں نے اس تحریک کا پُر جوش خیر مقدم کیا اور سراہا۔ کام آگے بڑھا تقریر کے

ساتھ ضرورت محسوس ہوئی کہ مسلم معاشرہ کی تباہی کے جو اسباب وعوامل ہیں ان کو تحریری شکل دے کر امت تک پہنچایا جائے تاکہ امت سنجیدگی سے اس پر غور کرے اور منکرات وفواحش سے معاشرہ کی تطہیر کی فکر کرے۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک معمولی کوشش زیر نظر رسالہ ہے جس میں معاشرتی برائیوں کے نقصانات ونتائج بد پر اجمالی روشنی ڈالی گئی ہے۔ دعاء ہے اللہ پاک اس رسالہ کو اصلاح معاشرہ کے لئے معین بنائے اور خادم کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔

فقط

یلوح الخط فی القرطاس دھرا
وکاتبہ رمیم فی التراب

مفتی حبیب اللہ قاسمی
شیخ الحدیث وصدر مفتی
بانی ومہتمم دارالعلوم مہذب پور، پوسٹ سنجر پور، اعظم گڑھ (یوپی)
۱۰/۶/۱۴۱۵ھ

* * *

مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں

یہ مسلمات میں سے ہے کہ جیسا معاشرہ ہوتا ہے اس سے ویسے ہی افراد تیار ہوتے ہیں اور افراد کے مجموعہ کا نام معاشرہ ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو جہاں سب کچھ دیا اسلامی معاشرہ بھی دیا تھا، لیکن آج ہمارے معاشرہ پر اغیار کا ان کے رسم ورواج کا اس قدر تسلط ہے کہ الأمان الحفیظ۔ درج ذیل سطور میں ہم ان تباہ کاریوں میں سے چند کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں:

زنا کی تباہ کاری:

جنسی تسکین کی جن صورتوں کو اسلام نے جائز قرار دیا ہے، زنا اس سے خارج ہے، اسی وجہ سے اسلام نے اسے حرام وممنوع ہی قرار نہیں دیا، بلکہ اس کے قریب جانے سے بھی روکا ہے ’’زنا کے قریب نہ جاؤ چونکہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے‘‘ (بنی اسرائیل) اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرنا یہ اہل ایمان کا طرۂ امتیاز ہے۔ (سورہ شوری) رحمٰن کے بندوں کی یہ شان وصفت نہیں وہ ان داغ دھبوں سے اپنے کو محفوظ رکھتے ہیں (سورہ فرقان) اور کامیاب مؤمن وہی ہے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (سورہ المؤمنون) حدود وقیود کی رعایت کے بغیر شہوت رانی جانور پنا ہے جس کا

انسانیت سے دور کا بھی رشتہ نہیں۔ البتہ حدود کے اندر رہتے ہوئے جنسی تسکین ان نفوس قدسیہ برگزیدہ بندوں کا اسوہ رہا ہے جن پر رحمت الٰہی ہر آن و ہر ساعت سایہ فگن رہتی تھی، جنہوں نے انسانیت کی کشتی کو جذبات وخواہشات کے منجدھار سے نکال کر ہوش وخرد کے ساحل سے ہمکنار کیا، جنہوں نے آدمیت کی صحیح قدر کی اور اس کو کامیابی کے گُر اور ناکامی کے اسباب بتائے، جن کی مساعی جمیلہ سے دنیا کو ایسا معاشرہ ملا جس میں جوش و ہوش اور جذبات وعقل کا توازن برقرار رہا، جن کی تربیت سے جذبات کے دیوانے دانشوران وقت بن گئے اور فہم وبصیرت کے اندھے عقل وخرد کے ایسے تاجدار ہوئے کہ فکر ودانش ان پر ناز کرتی ہے جن کا کردار اتنا بے داغ تھا کہ آفتاب رشک کرتا تھا اور جن کی سیرت کی بلندی پر رفعت انجم شرمندہ تھی۔

امت کے لئے قابل اقتداء شخصیات:

ہمارے لئے قابل اقتداء امت کے یہی آفتاب وماہتاب ہیں ان کی زندگی اسلام کا درخشندہ ایک باب ہے، لیکن افسوس روشنی کے مینار پر کھڑے ہو کر اس طرح بھٹک رہے ہیں جیسے کوئی گم گشتہ راہ حیران وپریشان ہوتا ہے، یاد رکھیں جو قوم بھی جنسی آوارگی میں مبتلا ہوئی وہ نامراد و ناکام ہوئی، اس اندھے کی طرح تباہی کے غار میں گر کر ہلاک و برباد ہوئی جس کا کوئی دستگیر نہ ہو، جذبات کی آندھی جب بصیرت کے چراغ کو گل کر دیتی ہے تو خیر وشر کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے، لیکن ایسی قوم پھر نذر گل ہو جاتی

ہے اور یہی تاریخ کا فیصلہ ہے۔

خدا ترسی فطرت کا تقاضہ ہے:

یہ بات ذہنوں میں رہنی چاہئے کہ خدا ترسی، پرہیزگاری، تقوی وطہارت عین تقاضائے فطرت ہیں، یہ ایسی آواز ہے جو انسان کے اندرون سے اٹھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ عفت و عصمت کے تصور سے انسان کی فطرت اِبا نہیں کرتی، بلکہ آگے بڑھکر اس کا استقبال اور خیر مقدم کرتی ہے اور نتیجہ کے طور پر اس کو ایسا نور نصیب ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا چلا جاتا ہے اور ضمیر کی یہ صدا جو برائی کی راہ کا سنگ گراں ہے، اگر اسے مسلسل دبایا گیا تو یہ آواز دھیمی ہو جاتی ہے اور برائی کی راہ پر برق رفتاری کے ساتھ چل پڑتا ہے۔

اسلام نے برائی کے راستوں پر چوکیدار بٹھا دیا ہے:

اسی وجہ سے اسلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ ضمیر کو ایسا طاقتور بنایا ہے تاکہ یہ برائی کے ان راستوں کی بھی چوکیداری کرے جہاں قانون کا خوف بدنامی کا اندیشہ اور معاشرہ کا دباؤ محافظت سے قاصر ہیں۔ ہر شخص عیاشی و بدکاری کو انسانیت کے لئے تباہ کن و مہلک سمجھتا ہے اور یقیناً مہلک ہے، لیکن اس تباہی سے امت کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ جرائم پرور ماحول میں تبدیلی لائی جائے اور ایسے معاشرہ کی تشکیل کی جائے جس میں عفت و پاکدامنی کی نشو ونما ہو سکے اور اس کے لئے

اجتماعی قوت کی ضرورت ہے۔

انسانیت کے آلودۂ معصیت ہونے کے اسباب:

اس لئے کہ موجودہ تہذیب وتمدن کا کوئی جزء ایسا نہیں جس پر شہوانیت اور خواہش نفس کا تسلط نہ ہو، فحش لٹریچر، ننگی تصویریں، سینما، ٹی وی، عریاں لباس، عورت ومرد کا آزادانہ اختلاط، رقص وسرور کی ہیجان انگیز محفلیں، بے پردگی، یہ وہ اسباب ہیں جن سے انسانیت آلودۂ معصیت ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات کی گرفت کا احساس ہونا چاہئے:

لیکن ایک مسلمان کے لئے اسلامی تعلیمات میں ایسے عوامل باحسن وجوہ موجود ہیں جو اس کے ارادہ وعمل پر شب وروز خفیہ وعلانیہ ہر حال میں یکساں حکمرانی کرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں ان کی گرفت ڈھیلی ہوجاتی ہو۔ ظاہری وباطنی سارے گناہوں کو چھوڑ وبلاشبہ جولوگ گناہ کے مرتکب ہیں انہیں ان کی بدعملی کی سزامل کررہے گی (سورۃ الانعام)۔

اسلام ارتکاب معصیت کو برداشت نہیں کرتا:

الغرض معصیت وفحاشی کا ظہور جس شکل اور جس رنگ میں بھی ہو اس کے جواز کی سند اسلام کی جانب سے نہیں مل سکتی، کیونکہ وہ جس نقشہ پر فرد کی تربیت اور معاشرہ

کی تعمیر چاہتا ہے اس میں گناہ کی کسی بھی صورت کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلام کے پیش نظر حیوانوں کا جنگل بسانا نہیں ہے:

اسلام کے پیش نظر حیوانوں کا کوئی جنگل نہیں بسانا ہے، جس میں آدمی ہر طرف چرتا چگتا اور شہوت رانی کرتا پھرے، بلکہ وہ انسانوں کی ایسی بستی آباد کرنا چاہتا ہے جو انسانیت اور شرافت واخلاق کا گہوارہ ہو جو صفات حسنہ اور پاکیزہ کردار کو نشو ونما دے سکے۔

اسلام انسان کو انسانیت کے ڈھانچہ میں ڈھالنا چاہتا ہے:

اسلام انسان کو انسانیت کے سانچے میں ڈھالتا ہے تاکہ اس کا ہر نقش پا کردار کی پاکیزگی اور حسن سیرت کا نشان بن جائے، اور اس کے پاک انفاس سے روح کو بالیدگی اور احساسات کو جلا نصیب ہو۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ آج کا مسلمان ان تعلیمات کو فراموش کر چکا ہے، اسے اپنے اسلاف کا کردار یاد نہیں۔ اسلام کا عطا کردہ پاکیزہ معاشرہ یاد نہیں۔

شراب نوشی کی تباہ کاریاں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسانوں پر ایک دور وہ گزرا ہے جس میں شراب کو دستر خوان کی زینت ہی نہیں بلکہ خلاصہ سمجھا جاتا تھا، شراب کے اس

قدر شیدائی تھے کہ ہزاروں ہزار روپیہ اس پر برباد کرنا ان کے لئے باعث فخر تھا قیمتی برتن اس کے لئے مہیا کئے جاتے تھے، شراب کہنہ کے استعمال کا ذوق ایسا بن گیا تھا کہ شعر وسخن میں بھی اس کی جھلک نظر آتی تھی بلکہ وہ کلام داد کے لائق نہیں ہوتا تھا جس میں بوئے خمر اور ذوق شراب نہ ہو۔

اسلام کا اعلان حرمتِ شراب:

لیکن اسلام نے بالتدریج اس کی قباحت وشناعت سے روشناس کرایا بالآخر ایک دن وہ آیا کہ اسلام کے منادی نے حرمت شراب کی ندا لگائی پھر کسی نے اس کی تحقیق نہیں کی کہ اعلان کرنے والا کون ہے؟ جونہی کان میں یہ آواز پڑی کہ آج سے شراب حرام کردی گئی، لوگوں نے اطاعت وفرمانبرداری کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی، فوراً سارے مٹکے توڑ دیئے گئے اور گلیوں میں شراب اس طرح بہنے لگی جس طرح برسات کا پانی بہا کرتا ہے، اس کے بعد کسی نے پھوٹی نگاہ بھی شراب پر نہیں ڈالی۔

اسلام اور آج کا معاشرہ:

لیکن افسوس آج پھر ہمارا معاشرہ تیزی کے ساتھ زمانہ جاہلیت کے رخ پر جارہا ہے، معاشرہ شراب نوشی کے گھناؤنے عمل کی زد میں اس طرح آ گیا ہے جیسے یہ کوئی احتراز کی چیز ہی نہیں ہے اور بہت سرعت کے ساتھ مسلم نوجوان اس کا دلدادہ

ہوکر اپنے دین ودنیا کو برباد کر رہا ہے، ٹی وی، وی سی آر، سینما بینی، زنا کاری کیا کم مصیبت وباعث تباہی تھی، شراب نوشی نے دین وایمان کا کباڑہ کر کے رکھ دیا ہے۔

شراب کے سلسلہ میں ارشادات نبوی:

ہم درج ذیل سطور میں شراب نوشی کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چند روایتیں نقل کر کے ہم مسلم نوجوان کو زحمت قرأت دے رہے ہیں، پڑھیں اور سوچیں۔

۱- شرابی شراب پیتے وقت مؤمن نہیں ہوتا (بخاری ومسلم)۔

۲- شرابی سے اللہ پاک ایمان اس طرح نکال دیتے ہیں جس طرح قمیص کو اپنے سر سے نکال دیتا ہے (حاکم)۔

۳- شراب، شرابی، بیچنے والا، خریدنے والا، پلانے والا سب اللہ کی نگاہ میں ملعون ہیں (ابوداؤد)۔

۴- شرابی کی صورتیں مسخ ہوسکتی ہیں، بندر وخنزیر اللہ پاک بنادیں گے (بیہقی)۔

۵- مؤمن کی شان سے بعید تر ہے کہ شراب پیئے یا ایسے دسترخوان پر بیٹھے جس پر شراب پلائی جائے (طبرانی)۔

۶- شراب سے بچو، شراب گناہوں کو اسی طرح پیدا کرتا ہے جس طرح درخت سے ٹہنیاں اور شاخیں پیدا ہوتی ہیں (ابن ماجہ)۔

۷- شرابی جنت میں نہیں جائے گا (حاکم)۔

۸- شرابی اور بت کا پجاری برابر ہیں، یعنی شرابی کا حشر مشرکین کے ساتھ ہوگا (احمد)۔

۹- شرابی جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا جب کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر سونگھائی دے گی (طبرانی)۔

۱۰- شراب سے بچو اس لئے کہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے (حاکم)۔

۱۱- شرابی کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی اور اگر موت اس حالت میں آئی کہ اس کے مثانہ میں شراب کا ایک ذرہ بھی ہوا تو اس پر جنت حرام کردی جاتی ہے اور شراب پینے کے بعد چالیس دن کے اندر موت آ گئی تو اس کی موت زمانہ جاہلیت کی موت ہوگی (طبرانی)۔

۱۲- شراب کی حرمت کے بعد شراب کو ایمان والے شرک کے برابر سمجھنے لگے (طبرانی)۔

۱۳- شرابی قیامت کے دن جان لیوا پیاس کی حالت میں آئے گا (ابو یعلی)۔

۱۴- شرابی کے دل سے ایمان کا نور نکل جاتا ہے (طبرانی)۔

۱۵- شرابی کو جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا (بزار)۔

۱۶- شرابی کو جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی (طبرانی)۔

۱۷- شرابی کی موت نشہ کی حالت میں آ گئی تو اس کی موت کفر پر آئی، یعنی وہ

کافروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا (نسائی)۔

۱۸- شرابی کو زانیہ عورتوں کا حیض (خون) پلایا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

ان روایتوں کو غور سے پڑھیں اور شرابی اپنا انجام سوچے تھوڑی دیر کی لذت کے لئے دنیا وآخرت کو تباہ کر لینا یہ کون سی عقلمندی ہے۔

شراب کے نقصانات:

اب ہم خلاصہ کے طور پر شراب کے نقصانات اجمالی طور پر بیان کرتے ہیں۔

۱- شرابی سے ایمان کے انوارات سلب کر لئے جاتے ہیں اور ظلمت وتاریکی میں انتہائی حیرانی وپریشانی میں زندگی گزارتا ہے۔

۲- شرابی اللہ کی لعنت کا مستحق ہوجاتا ہے اور اللہ کی رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے۔

۳- شرابی ہموم وغموم افکار وظنون مسلسل کا شکار ہو جاتا ہے، اس کی روزی تنگ، اس کی زندگی تلخ، اعضاء مفلوج، اعصاب جواب دے دیتے ہیں اور اس کا مستحق ہوجاتا ہے کہ زمین میں دھنسا دیا جائے یا صورت مسخ کر دی جائے بندر وخنزیر بنا دیا جائے۔

۴- شراب پینے کی جرأت وہی کرتا ہے جس کے دل سے خدائے پاک کا اعتماد۔

ماننے والا مزاج اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکل جاتی ہے۔

۵- شرابی دیگر بہت سے ایسے گناہوں کا عادی بن جاتا ہے جن کا غیر شرابی تصور بھی نہیں کرسکتا ہے۔

۶- شرابی کو قیامت کے دن کھولتا ہوا پانی، جہنمیوں کی پیپ اور زانیہ عورتوں کی شرمگاہ کی رطوبت اور خون پلایا جائے گا۔

۷- شرابی پر اللہ پاک جنت کو حرام فرما دیتے ہیں وہ جنت کا مستحق نہیں ہوتا۔

۸- شرابی کو وہی سزا دی جائے گی جو ایک کافر و مشرک بت کے پوجنے والے کو دی جائے گی۔

۹- شرابی قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ پیاس سے تڑپ رہا ہوگا جان لیوا پیاس میں مبتلا ہوگا لیکن پانی نہیں دیا جائے گا۔

۱۰- شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس کے بعد چالیس دن تک اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی سب رد کردی جاتی ہے۔

۱۱- شرابی قابل توہین و تذلیل ہے قابل اکرام و احترام نہیں، نیز اسلامی نظام میں کوڑوں کا مستحق ہے، لہٰذا شرابی کو قابل اکرام و احترام ہرگز نہ بنایا جائے جب تک صدق دل سے پکی توبہ نہ کرلے۔

۱۲- شرابی اللہ کی غضب کا مستحق ہوتا ہے اگر اسی حالت میں موت آگئی تو اللہ کے جملہ ثواب ورحمتوں سے محروم کردیا جاتا ہے۔

۱۳- شرابی کو مختلف انداز کی سزائیں قبر میں بھی دی جاتی ہیں جو غیر شرابی کو نہیں دی جاتیں۔

۱۴- شرابی کا مال ضائع ہوجاتا ہے، عقل ضائع ہوجاتی ہے، وقار ضائع ہوجاتا ہے، احترام ختم ہوجاتا ہے، لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، معاشرہ کا بدنما داغ بن کر رہ جاتا ہے، ہر وقت اللہ کی پکڑ کے خطرہ میں رہتا ہے، بے عزتی و رسوائی کا مستحق ہوجاتا ہے۔

بطور خلاصہ کے چند نقصانات شراب کے نذر قارئین ہیں غور سے پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں، خود بھی بچیں دوسروں کو بچائیں معاشرہ کو بچائیں، اسلام اور اس کے شعائر و احکام کی حفاظت کی ذمہ داری ہر مسلمان کی ہے، اللہ پاک پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے آمین۔

گانا باجا کی تباہ کاری:

انسان کو اللہ پاک نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، یہی وجہ ہے کہ اشکال، الوان، اعمال، افعال بھی اشرف بنائے ہیں۔ دیگر مخلوقات کے برعکس ذکاوت و فطانت، و دیگر اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک بنایا ہے، قوت شہوانیہ و غضبانیہ کے ساتھ قوت عاقلہ اس میں ودیعت رکھی ہے لیکن آج کا انسان و مسلمان انسانی و اسلامی تقاضوں سے کوسوں دور جا چکا ہے، مسلمانوں نے معاشرہ میں ایسی چیزیں داخل کر لی ہیں جو

اسلام کے لئے ناسور ہیں، بڑی تیزی کے ساتھ مسلم معاشرہ تباہی و بربادی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اور مسلمان تماشائی کی حیثیت سے کھڑا دیکھ رہا ہے۔

آج کے مسلمانوں کی بدحالی:

آج ہم ایک طرف ماضی فراموش کئے بیٹھے ہیں تو دوسری طرف مستقبل سے بے خوف ہیں، آج ہمیں یہ سوچنے کی فرصت نہیں کہ آخر ہم دنیا میں کیوں آئے؟ ہماری ثروت وقوت کا مصرف کیا ہے؟ ہماری صلاحیت ولیاقت کا مرکز کیا ہے؟ ہمیں مرنا ہے یا نہیں؟ مرنے کے بعد ہمارا انجام کیا ہوگا؟ ہماری نسلوں کا حال کیا ہوگا؟ آج مسلم معاشرہ منکرات وفواحش، ناجائز ومحرمات میں سے کس چیز سے خالی ہے؟ اگر ایک طبقہ زنا کاری میں مبتلا ہے تو دوسرا طبقہ شراب نوشی میں مست ہے۔ چوری ہو یا ڈاکہ، سنیما بینی ہو یا ٹی وی، سٹہ اور جوا ہو یا گانا وباجا وہ کون سا گناہ ہے جسے مسلمان نے تفریح طبع کا سامان نہیں بنا رکھا ہے؟ اور مزے کے ساتھ نہیں کر رہا ہے؟

گانا باجہ اور مسلمان:

گانے باجے نے معاشرہ کو اس طرح لپیٹا ہے کہ بچوں سے لے کر بوڑھے تک اس میں ملوث ہیں ریڈیو ہو یا ٹی وی، وی سی آر ہو یا ٹیپ ہر جگہ گانے اور باجے کی دھوم مچی ہے اور آج اسی کو ترقی کا معیار سمجھا جا رہا ہے، حالانکہ اسلام سے بیگانگی اور مقصد حیات سے غافل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے، امریکہ اور لبنان کی فلمی صنعت کے اثرات

اور ہندوستانی گلوکاراؤں واداکاراؤں کی جادہ وپیماں سے کون واقف نہیں۔

گانے باجے کے مہلک اثرات:

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے جوقوم گانے بجانے میں مصروف ہوئی وہ تباہ وبرباد ہوئی، قعر مذلت کے سوا اس کا کوئی مسکن نہیں رہا، کیا آپنے روم وایران جیسی عظیم قوموں کی تباہی کے اسباب نہیں پڑھے؟ کیا آپ نے اپنے زوال کی تاریخ نہیں دیکھی؟ کیا محمد شاہ رنگیلے کی سوانح نظر سے نہیں گزری؟ کیا آج ہمارے معاشرہ میں قرآن نہیں رہا؟ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نہیں رہیں؟ کیا ہم نے گانے باجے کے بارے میں دربار رسالت سے رجوع کیا؟ کیا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فریضہ نہیں بنتا ہے کہ اپنے اعمال پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگوانے کے بعد ہی قبول کریں؟ آیئے دربار رسالت کا فتوی سنئے:

گانے باجے کے سلسلہ میں ارشادات نبوی:

۱- عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جوزنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے، شراب پئیں گے، اس کا نام بدل دیں گے، ان کے سروں پر ناچ گانے ہوں گے اللہ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر و بندر بنا دے گا۔

۲- اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش

کے واقعات ہوں گے، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کب ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گانے والی عورتیں اور باجوں کا عام رواج ہوجائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔

۳- قربِ قیامت میں میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے انہیں بندروں اور خنزیروں کی صورتوں میں بدل دیا جائے گا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ صحابہؓ نے پوچھا پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ باجوں اور مغنیہ عورتوں کے عادی ہوجائیں گے، شرابیں پیا کریں گے، ایک شب جب وہ شراب نوشی اور لہو ولعب میں مشغول ہوں گے، صبح اس حال میں کریں گے کہ ان کی صورتیں مسخ ہوچکی ہوں گی۔

۴- دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک زمین دھنسنے، پتھروں کی بارش ہونے اور صورت بگڑنے کے واقعات نہ ہوں گے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ایسا کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ عورتیں زمین پر سوار ہونے لگیں (یعنی ڈرائیورنگ کرنے لگیں) اور گانے والیوں کی کثرت ہوجائے اور جھوٹی گواہیاں عام ہوجائیں اور مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کافی سمجھنے لگیں (یعنی تسکین جذبات کے لئے)۔

۵- میری امت پر جوا، طبل، بانسری، شراب کو اللہ نے حرام کیا ہے۔

۶- گانا گانے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

۷- گانا باجا سننا معصیت، گناہ ہے اور سننے کے لئے بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے۔

۸- میں گانے وباجے کے آلات کو توڑنے اور مٹانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

۹- گانے والی عورتوں کی کمائی اور ان کا گانا دونوں حرام ہیں۔ دربار رسالت کے یہ چند فتوے ہیں، زبان رسالت سے صادر ہوئے ہیں۔ ان ارشادات کی روشنی میں ہم اب اپنے معاشرہ کا احتساب کریں کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟

گانے باجے کے بارہ میں صحابہ واسلاف کا عمل:

اب آیئے آپ کے ہم نشینوں و متبعین کا تعامل اور سنت کی اتباع و دین دیکھئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک بار ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں پر انگلیاں رکھ لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا، پھر کہنے لگے نافع آواز آرہی ہے؟ میں نے عرض کیا جی آپ چلتے رہیں حتی کہ میں نے عرض کیا اب آواز نہیں آرہی ہے، تب آپ نے کانوں پر سے ہاتھ ہٹائے اور اسی راستہ پر آگئے جسے چھوڑا تھا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے چرواہے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا۔ یزید بن ولید نے بنو امیہ سے کہا اے

بنو امیہ تم گانے سے بچو کیونکہ یہ شرم و حیا کو گھٹاتا ہے، شہوت و نفسانیت کو بڑھاتا ہے اخلاق و مروت کو ختم کرتا ہے۔ یہ شراب کا نائب ہے، نشہ کا کام کرتا ہے، گانا زنا کا محرک ہے، حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں گانا باجا مال کے ضیاع، خدا کی ناراضگی اور دل کے بگاڑ کا سبب ہے۔

زنا کاری کے اسباب:

آج مسلم معاشرہ میں زنا کاری و بدکاری کا سب سے بڑا سبب باہر سینما بینی اور اندر ٹی وی دیکھنا ہے۔ ٹی وی پر جس انداز کے سیریل آتے ہیں اس سے بچوں کے جو جذبات بنتے ہیں اس سے ہر دانشمند واقف ہے۔ لیکن افسوس اپنے گھر کو جلتا ہوا دیکھ کر بجائے اس کو بجھانے کے اس پر پٹرول ڈال کر آگ تیز کر رہے ہیں اور جب مکان خاکستر ہو جاتا ہے تو روتے پھرتے ہیں! لوگو میری مدد کرو میرا گھر خاکستر ہو گیا ہے۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ بھی تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو
آہ کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے!
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

ٹی وی کے نتائج بد:

مسلم معاشرہ کی تباہ کاریوں کا ایک اہم جزء ٹی وی بھی ہے جس کی وجہ سے پورا معاشرہ جہنم کدہ بنا ہوا ہے، اوراس کے دوررس نتائج بد سے صرف نظر کیا جارہا ہے، اس سلسلہ میں پروفیسر سید شمیم احمد باروی صاحب کا ایک مضمون جو رسالہ ''بحث ونظر'' پھلواری شریف پٹنہ میں شائع ہوا تھا اس کا ایک اقتباس نذر قارئین کررہا ہوں۔

ٹی وی کے جملہ پروگراموں کے ذریعہ جواثرات ونتائج مرتب ہورہے ہیں، وہ ہر لحاظ سے اس لائق ہیں کہ اس پر حقیقت پسندی اور ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کیا جائے، جدید ٹی وی شیویلائزیشن کے طلوع ہونے کی خطرناکی کو تو آرٹ فن کے دلدادہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس نئی تہذیب کی بنیاد ہی نفس پرستی اور شہوت پرستی پر قائم ہے جس سے بے حیائی اور فحاشی کا دور دورہ ہورہا ہے، ہماری زندگی کا معیار قرآنی احکامات اور اسوہ نبی نہ ہو کر نئی تہذیب کے داعی اور ان کا مکروہ عمل ہوگیا ہے، معیار زندگی کا اسٹائل، وضع قطع، رہن سہن، آرائش وزیبائش، لباس، طرز تکلم، انداز گفتگو، معاملات، تعلقات غرض کہ زندگی کے تمام گوشوں میں سنیما، ٹی وی سیریلوں کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اسلام جس تشخص کا تقاضا کرتا ہے وہ ناپید ہوتا جارہا ہے۔ داڑھی، ٹوپی، اور عمامہ جیسی سنتیں جن کا تعلق شناخت سے ہے نہ صرف متروک ہورہی ہیں، بلکہ فرسودہ وغیر مہذب سمجھی جارہی ہیں۔ یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ مسلمان اپنی شناخت چھوڑ کر

غیروں سے مماثلت پر اتر آیا ہے، جس کے بارے میں حدیث میں وعید آئی ہے۔

’’ہر شخص کا حشر اس قوم کے ساتھ ہوگا جس میں وہ نظر آئے گا‘‘ (ابوداؤد)۔

مسلمانوں کا حالِ بد:

مسلم خواتین کی بے حجابی انتہا کو پہنچ چکی ہے، ان کا لباس ستر کی شرائط پوری نہیں کر رہا ہے، غیر مردوں کے ساتھ اختلاط میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، نئے فیشنوں پر فضول خرچیاں ہو رہی ہیں، آخرت کی فکر اور ثواب و گناہ سے بے توجہی بڑھتی جا رہی ہے، قلوب زنگ آلود ہوتے جا رہے ہیں۔ الغرض ہر قسم کی برائیاں جو ایمان و عمل کے منافی ہیں پیدا ہو رہی ہیں۔ برادران وطن نے اپنے خود ساختہ بھگوانوں اور دیوی دیوتاؤں کے ساتھ جس پست جاہلیت کا معاملہ کیا ہے اسی طرز پر یہود و نصاریٰ نے بھی انبیاء کرام کی بے حرمتی کی ہے، انہوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کو سینما کے پردے پر پیش کر کے گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے۔

مسلمان اور یہود و نصاریٰ:

جب مسلمان بھی اس مکروہ فعل میں شامل ہو گئے تو انہوں نے بھی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک فلم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو اسکرین پر پیش کر کے عالم اسلام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، زبردست عالمی احتجاج کے بعد

حضور کے کردار کو تو فلم سے نکال دیا گیا، لیکن حضرت حمزہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کے کردار کو مسلمان آج اسکرین کے پردے پر دیکھ رہا ہے، حتی کہ صحابیہ کے کردار بھی اسکرین کی زینت بن رہے ہیں، ان متبرک نفوس کے کردار کو بدکار اور فاحشہ اداکارہ نبھا رہی ہیں۔ اس نوع کے جرم عظیم کے مرتکب ہونے اور اس کے نتائج کے متعلق سوچنے اور غور کرنے کی صلاحیت لگتا ہے، مسلمانوں کے اندر سے مفقود ہوگئی ہے، حال ہی میں دوردرشن نے مختلف انبیاء کرام کے کردار پر مبنی ایک سیریل فلم بنانے کا اعلان کیا ہے۔ حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ ہم کس مقام پر پہنچ گئے ہیں؟ بت پرستی کا دروازہ نئے انداز میں کھل گیا ہے، اولیاء اللہ کی تصاویر تو قبل سے ہی کچھ گھروں میں ٹانگ کر رکھی جارہی ہیں بہت جلد انبیاء کرام کی تصاویر بھی مسلمانوں کے گھروں کی زینت بننے والی ہیں۔

مسلم بچوں پر ٹی وی کے اثرات:

بچوں کی نشو ونما پر ٹی وی پروگراموں کے پڑنے والے اثرات دل ہلا دینے والے ہیں، قبل از وقت بچے شہوانیت اور حیوانیت کے دلدل میں گر رہے ہیں۔ نوجوان بچے اسکول وکالج میں پہنچ کر اپنے آپ کو تین شیطانی قوتوں سے گھرا پاتے ہیں۔ سینما اور ٹی وی کے پروگرام جو شہوانی محبت اور حیوانی جذبات کو نہ صرف بھڑکاتے ہیں بلکہ اس کی جانب بڑھنے کا عملی سبق بھی دیتے ہیں۔ ٹی وی وسینما کے چلن سے جو فواحش ومنکرات کا دور دورہ نظر آتا ہے اس کے متعلق احادیث میں

پیشنگوئیاں بھی ملتی ہیں، قرب قیامت کے فتنوں سے متعلق احادیث مثلاً خواتین کا بے حیا ہوجانا، کپڑا پہن کر بھی ننگا رہنا، لونڈیوں کا اپنے آقا کو جننا، بکریاں چرانے والوں کا بڑی بڑی عمارتیں بنوانا، خواتین کا اونٹ کے کوہان جیسا جوڑہ باندھنا وغیرہ عملی طور پر حقیقت نظر آرہی ہیں، اس سلسلے میں ایک پیشن گوئی کا اطلاق صدفی صد ٹی وی پر ہوتا ہے۔

"ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہر گھر سے ناچ اور گانے کی آوازیں آئیں گی"۔

مسلمانوں کے گھروں کا حال زار:

اس گئے گزرے دور میں مسلمانوں کے اندر عمومی طور پر طوائفوں اور رقاصاؤں کو گھروں میں بلاکر رقص وسرور کی محفلیں جمانے کا رواج نہیں پڑا ہے۔ لیکن پھر بھی ہر گھر سے ناچ اور گانے کی صدائیں مسلسل آرہی ہیں، ٹی وی تقریباً تمام گھروں میں موجود ہے۔ جس سے ٹیلی کاسٹ ہونے والے تفریحی پروگراموں کے تحت دنیا بھر کے تمام رقص ونغموں کی صدائیں گھروں سے بلند ہورہی ہیں۔ گنتی کے چند گھر ہی اس سے مستثنیٰ نظر آئیں گے۔ انتہائی عبرت کا مقام ہے کہ حضور نے اپنی امت کو اس قسم کے فتنوں سے خبردار کرتے ہوئے سینکڑوں سال قبل اس کی پیشن گوئی فرمادی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ امت کا جو طبقہ ایسے زمانے کو پائے تو اس سے دامن بچاکر اپنے ایمان اور اعمال کو سلامت رکھ سکے اور اللہ کی نافرمانی سے محفوظ رہے۔ اس

قدر واضح اور کھلی تنبیہ کے باوجود ٹی وی اور اس کے فحش، ایمان سوز پروگراموں کو مسلمان گھرانے نہ صرف گھر کی زینت بنائے ہوئے ہیں بلکہ اس کی ہدایت کاری میں داد تفریح دے رہے ہیں۔

ٹی وی کی آمد کے اثرات:

ایسے بہت سے گھرانے ہیں جہاں نماز کی پابندی ہوتی رہی ہے، اور نیکیوں کا ماحول رہا ہے، ٹی وی کے اثرات کو سمجھتے ہوئے گھروں میں اس کے دخول کے خلاف رہے ہیں، لیکن دوسرے افراد خانہ خصوصاً نوجوان بچوں کی ضد پر جب ٹی وی ان کے گھروں میں داخل ہوئی تو شروع میں بزرگوں نے اس سے کلیۃً اجتناب کیا، لیکن آہستہ آہستہ خبریں سننے کے نام پر یہ حضرات بھی ملوث ہوئے، نتیجۃً آج ان کی جماعتیں چھوٹ رہی ہیں، نمازیں قضا ہو رہی ہیں۔ جن اوقات میں یہ ذکر و اذکار میں مشغول ہوا کرتے تھے۔ وہ اوقات اب ٹی وی کی نذر ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ ایسے نمونے بہت سے خاندانوں میں دیکھے جا رہے ہیں۔

ٹی وی کے جواز کے لئے شیطانی فریب:

ٹی وی کے جواز کے سلسلے میں ایک بات یہ کہی جا رہی ہے کہ ہم ٹی وی رکھیں گے، لیکن اس پر تفریحی پروگرام فلم، سیریل، ناچ گانے نہیں دیکھیں گے، بلکہ صرف

خبریں سنیں گے اور تعلیمی و تربیتی پروگرام دیکھیں گے۔ میں ان حضرات سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن پروگراموں کو آپ دیکھنے کی بات کر رہے ہیں ان میں نسبتاً کم لیکن تمام خرابیاں موجود ہیں جن کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ لیکن آپ کی بات تسلیم کرتے ہوئے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے علم میں کوئی ایسا گھر ہے جہاں ٹی وی کے پروگرام آپ کے اصول کے مطابق دیکھے جاتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ ایک بھی عملی طور پر ایسا نہیں ہے، یہ ہوسکتا ہے کہ گھر کا کوئی فرد ایسا خیال رکھتا ہو اور عملی طور پر کاربند بھی ہو لیکن اس کے غائبانے میں دوسرے افراد خصوصاً نوجوان نسل اس کا صد فیصد استعمال کرتی ہے۔

ٹی وی کے خطرناک نتائج اور اس کی سنگینی:

مذکورہ بالا جملہ خطرناک نتائج کے علاوہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ جوامت مسلمہ کو درپیش ہے وہ یہ کہ فوٹوگرافی، سنیما اور ٹی وی سے پیدا شدہ جملہ خرابیوں، فواحش و منکرات تک کا احساس نہیں ہے جب تک کسی فعل کے غلط اور ناجائز ہونے کا احساس وعلم نہیں ہوتا ہے اس وقت تک اس کو ترک کرنے یا توبہ کرنے کا خیال بھی نہیں ہوتا ہے، ٹی وی کی خرافات میں مسلسل مبتلا رہتے ہوئے اس کے منکرات اور فواحش میں مسلمان اس درجہ غرق ہوچکے ہیں کہ قلوب سیاہ ہوتے جا رہے ہیں، ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب پر لگ جاتا ہے، اگر

بندہ توبہ کرلیتا ہے تو یہ نقطہ دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے، اس طرح گناہوں کی کثرت سے قلب سیاہ ہوجاتا ہے پھر کوئی خیر کی بات اس میں نہیں اترتی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ٹی وی کے نقصانات:

ٹی وی کے سود زیاں کا تقابلی جائزہ لیجئے جس پیمانہ پر آپ جانچنا چاہیں جانچیں، اس کی جملہ خرابیاں شمار کریں، آپ لازمی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس کی خوبیاں، اس کے نقصانات کا عشر عشیر بھی نہیں، اور نقصانات دنیا و آخرت دونوں میں تباہی، بربادی اور ذلت کے دہانوں تک پہنچانے والے ہیں، قرآن کریم میں شراب کی حرمت کے بیان میں بھی اس کے فائدے اور نقصان کا تقابلی انداز نظر آتا ہے: ”**یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیھما إثم کبیر و منافع للناس و إثمھما أکبر من نفعھما**“۔

لوگ آپ سے شراب اور قمار کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان کے فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔

اسی طرح ٹی وی میں فائدے کے مقابلے میں نقصانات کا پہلو حد درجہ زیادہ ہے، اس بنیاد پر آج ٹی وی سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہوگیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن کافروں اور مجرموں کے ساتھ یہ دہرانا پڑے: رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۔ (سورہ السجدہ) اے اللہ ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا ہم کو پھر دنیا میں بھیج دیجئے، ہم نیک کام کریں گے بیشک ہمیں یقین ہوگیا۔

اس دنیا میں اللہ کے سامنے گڑگڑانے سے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں، لیکن آخرت میں گڑگڑانا نفع نہ دے گا کیونکہ دوبارہ دنیا میں واپسی ممکن نہیں ہے۔

ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے:

ٹی وی کے نفع نقصان کا جائزہ لیتے وقت اس حدیث پر بھی نگاہ ڈالی جاسکتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بہترین جگہ مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ بازار ہیں۔ حالانکہ ضروریات زندگی کی چیزیں بازار ہی سے دستیاب ہوتی ہیں جہاں جانا ناگزیر ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ اپنی علت ونتائج کے اعتبار سے بازار کو بدترین جگہ کہا گیا ہے۔ ضرورت کے لئے بازار جانے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ ناگزیر ضرورت کے تحت بازار جایا جائے اور ضروری اشیاء خرید کر فورا واپس آجائے تاکہ اس کی خرابیوں سے محفوظ رہ سکے۔ اس لئے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ ٹی وی جس میں جملہ اقسام کی خرابیاں موجود ہیں۔ کیا

ہماری زندگی کے لئے ناگزیر بن گیا ہے؟ کیا اس کے بغیر ہمارے شب و روز نامکمل رہیں گے؟ قطعی ایسا نہیں ہے، ٹی وی ناگزیر نہیں بنا ہے۔ بلکہ اس کے بغیر زندگی میں کہیں بھی کوئی خلا نہیں پیدا ہوتا ہے۔ بہت سے گھرانے ایسے ہیں جہاں ٹی وی نہیں ہے۔ لیکن اس گھر کے افراد کسی معاملے میں کسی سے کم نظر نہیں آتے ہیں۔ تفریح کے بغیر نہ وہ دبلے ہوئے ہیں، نہ حالات حاضرہ سے بے خبر ہوئے ہیں اور نہ تعلیم و تربیت نیز معلومات کے لحاظ سے جاہل رہ گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹی وی کے تمام تر فوائد دوسرے ذرائع مثلاً اخبارات، پرچے اور کتابوں سے صد فیصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

مذکورہ بالا حقائق و جائزے کی بنیاد پر ہم اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ اس وقت ٹی وی پر جس نوعیت کے پروگرام ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں، وہ انتہائی غیر مہذب، غیر اخلاقی شرم و حیا کے منافی بدنظری و بدکرداری کو ہوا دینے والے غیر اسلامی ہیں۔ یہ پروگرام سطحی طور پر بڑے جاذب نظر اور معلوماتی نظر آتے ہیں۔ لیکن حقیقت کے اعتبار سے انتہائی خوش رنگ اور خوش ذائقہ مٹھائی کی طرح ہیں جس کے اندر ایسا زہر بھرا ہوا ہوتا ہے جو جسم و روح کو مفلوج کر کے کلی طور پر شیطان کے حوالے کر دیتا ہے، صحیح غلط، حرام و حلال، جائز و ناجائز کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت دونوں میں تباہی و بربادی تک پہونچانے والا ہے، اس لئے مسلمانوں کو پہلی فرصت میں شیطان

کے اس طاقتور ایجنٹ کو اپنے گھروں سے نکالنا ضروری ہے، تا کہ لوگوں کو ہوش آئے اور اپنے ایمان، اعمال اور آخرت کے بارے میں غور کرنے کا موقع فراہم ہو سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی (تپ دق) ہے ایک دروازے سے گھر میں ٹی وی داخل ہوتی ہے تو دوسرے دروازے سے خیر و برکت و نیکیاں رخصت ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور ضلالت کے راستے سے ہٹا کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

کانپتا ہے دل ترا اندیشہ طوفاں سے کیوں
نا خدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

دیکھ آ کر کوچہ چاک گریباں میں کبھی!
قیس تو، لیلیٰ بھی تو، صحرا بھی تو محمل بھی تو

وائے نادانی! کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مے بھی تو مینا بھی تو، ساقی بھی تو محفل بھی تو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

سحر و جادو کی تباہ کاریاں

علوم کی دنیا میں جادو جس کو سحر بھی کہا جاتا ہے۔ ایک قدیم علم ہے، لیکن فرعون کے زمانہ میں اس کی سرپرستی کی وجہ سے اس کو جتنا عروج ملا اس سے پہلے کبھی نہیں ملا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزہ کے سامنے جادوگروں کا فن ایسا پھیکا پڑا کہ وہ سب حضرت موسیٰ کے سامنے سلنڈر کر گئے اور فرعون اور اس کے جاہ وجلال کی کوئی پرواہ نہیں کی، جس کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی ہے۔

جادو کو نقصان پہونچانے کے لئے ہمیشہ استعمال کیا گیا:

اس فن کو نفع کے بجائے نقصانات کے لئے ہمیشہ استعمال کیا گیا۔ اور آج تو یہ فن اپنے عروج پر ہے، شادی توڑنے، روکنے، بیمار کرنے، اولاد روکنے، کاروبار ٹھپ کرنے سے لے کر پاگل و دیوانہ بنانے اور گھر اور زندگی کو اجاڑنے اور تباہ و برباد کرنے کے لئے بلاخوف وخطر آج معاشرہ میں اس کو استعمال کیا جارہا ہے اور لاکھوں انسان اس کی وجہ سے پریشان ہورہے ہیں، ایسے لوگوں کے بارہ میں ہم درج ذیل سطور میں چند آیات وروایات پیش کرکے اس فن کے غلط استعمال کی شناعت وقباحت سے روشناس کرانا چاہتے ہیں، ممکن ہے کسی کو توبہ کی توفیق نصیب ہوجائے۔ وما

ذالک علی الله بعزیز۔

جادو حرام ہے:

قرآنی آیات اور روایات سے واضح انداز میں سحر اور جادو کا حرام ہونا ثابت ہے، اور گناہ کبیرہ کیساتھ کفر وشرک کے انواع میں یہ داخل ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کا قول ہے ”**الکاھن ساحر و الساحر کافر**“ یعنی ساحر جادوگر کافر ہوتا ہے۔

جادو کفر ہے:

حافظ ابن حجر صاحب فتح الباری شارح بخاری فرماتے ہیں ”**ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر**“ سے حضرات علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ جادو کفر ہے اور اس کو سیکھنے والا کافر ہے۔

جادو گناہ کبیرہ ہے:

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ تیسرا گناہ کبیرہ جادو ہے کیونکہ جادوگر لازماً کفریہ اعمال میں مبتلا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”**ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس الایه**“ بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، شیطان کا انسانوں کو جادو سکھانے کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا کہ وہ اس کے ذریعہ شرک میں مبتلا ہو جائیں۔

جادو کرنا حرام ہے:

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ جادو کرنا حرام ہے اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے پر اجماع ہے۔ حضرت نبیؐ پاک نے اسے سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے، جادو کے بعض اقسام سراسر کفر ہیں، بعض کفر تو نہیں لیکن گناہ کبیرہ میں داخل ہیں لیکن اس کا سیکھنا اور سکھانا دونوں حرام ہے۔

جادوگر کافر ہے:

حضرت امام مالکؒ سے مروی ہے کہ جادوگر کافر ہے اور جادو کرنے والا جادو کی وجہ سے واجب القتل ہے اس کو زندیق کی طرح سے قتل کیا جانا یقنی اور حتمی ہے۔

قاضی عیاض کی رائے:

قاضی عیاض مالکی فرمایا کرتے تھے کہ جادو کرنے والے کے سلسلے میں حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی جو رائے ہے وہی رائے حضرت امام احمد ابن حنبل اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کا بھی ہے۔

امام بخاری کی رائے:

حضرت امام بخاریؒ نے ”وما کفر سلیمان و لکن الشیاطین

کفروا یعلمون الناس السحر" سے جادو کرنے والے کے کافر ہونے کا حکم اخذ کیا ہے کہ آیت کریمہ کا ظاہر یہ بتا رہا ہے کہ انہوں نے اس جادو کی وجہ سے کفر کیا تھا اور کسی چیز کے سکھانے کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا، الا یہ کہ وہ چیز ہی کفر ہو، اسی طرح "انما نحن فتنة فلا تکفر" یعنی ہم تو تمہارے لئے آزمائش ہیں لہٰذا تم کفر مت کرو اس آیت کے اندر فرشتوں کی زبان میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا بھی کفر ہوگا۔

ابن قدامہ کی رائے:

ابن قدامہ حنبلی تحریر فرماتے ہیں کہ جادو سیکھنا اور سکھانا دونوں حرام ہے، اسی طرح امام ابوبکر اسماعیلی فرماتے ہیں کہ دنیا میں سحر اور ساحر دونوں موجود ہیں اور ساحر کا یہ عمل کفر ہے۔

حسن بصری کی رائے:

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جادو تمام انبیاء کرام کے دین میں حرام رہا ہے اور "ولقد علموا لمن اشتراہ ماله فی الآخرة من خلاق" یہ آیت بھی جادو کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔

امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کی رائے:

حضرت امام احمد ابن حنبل کے تلامذہ ”ولا یفلح الساحر حیث أتی“ سے استدلال کرتے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ جادو سیکھنے اور سکھانے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت صفوان کی روایت:

مصنف عبدالرزاق میں حضرت صفوان بن سلیم کی روایت ہے ”من تعلم شیئاً من السحر قلیلا او کثیرا کان آخر عهده من الله“ جس نے جادو سیکھا خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ تو اس کا آخری عہد اللہ کے ساتھ ہے۔

حضرات ائمہ اربعہ کی رائے:

الغرض حضرات ائمہ میں حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد ابن حنبل اور ایک قول کے مطابق امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل کے تمام تلامذہ جادو سیکھنے اور سکھانے کو اور کسی پر جادو کرنے کو حرام اور کفر قرار دیتے ہیں۔

حافظ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ حضرات علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ جادو کرنے والا لائق قتل ہے اس کو نہ توبہ کی تلقین کی جائے اور نہ اس کے توبہ کرنے کا انتظار کیا جائے۔

حضرت سمرہ کی روایت:

حضرت سمرہ بن جندب کی مرفوع روایت ہے کہ ”حد الساحر ضربة بالسیف“ (ترمذی شریف) یعنی جادو کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ تلوار سے اس کی گردن ماردی جائے۔

حضرت عمر کا حکم نامہ:

کتاب التوحید میں شیخ محمد بن عبد الوہاب نے بحوالۂ صحیح بخاری بجالہ بن عبدہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ”کتب عمر بن الخطاب اقتلوا کل ساحر وساحرة قال فقتلنا ثلاث سواحر“ یعنی حضرت عمر بن الخطابؓ نے یہ حکم نامہ جاری کیا کہ ہر جادو کرنے والے مرد و عورت کو قتل کردو، حضرت بجالہ بن عبدہ کہتے ہیں کہ چنانچہ اس کے بعد ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا۔

حضرات صحابہ کی رائے:

الغرض شیخ عبد الوہاب نے کتاب التوحید میں بحوالہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ تین صحابہ سے جادو کرنے والوں کے قتل کا حکم نقل کیا ہے، حضرت جندبؓ، حضرت حفصہؓ، اور حضرت عمرؓ سے یہ ثابت ہے اور بقول حافظ ابن قدامہ المقدسی، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت قیس بن سعد، حضرت جندب بن عبد

اللہ اور حضرت جندب بن کعب بھی اسی کے قائل تھے۔

خلاصۂ کلام:

الغرض سحر و جادو سیکھنا اور کسی پر جادو کرنا دونوں حرام اور کفر ہے، اب وہ لوگ سوچیں جو چند کوڑیوں کی لالچ میں کسی کی دنیا اجاڑتے ہیں اور تباہ و برباد کرنے کی فکر میں رہتے ہیں کہ وہ کس زمرہ میں شامل ہیں اور آخرت میں ان کا کیا حشر ہوگا اور اگر اسلامی حکومت ہو تو دنیا ہی میں دنیا والے اس کا حشر دیکھ لیں گے۔

◆

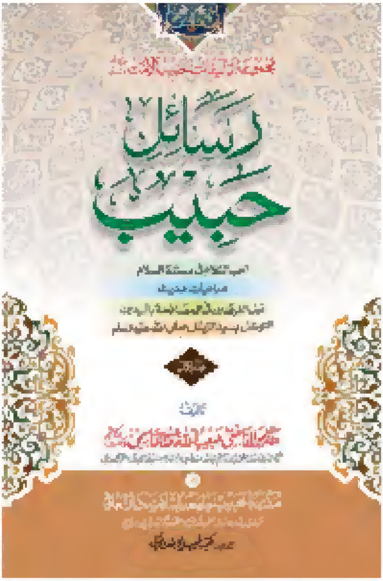
رسائل حبیب

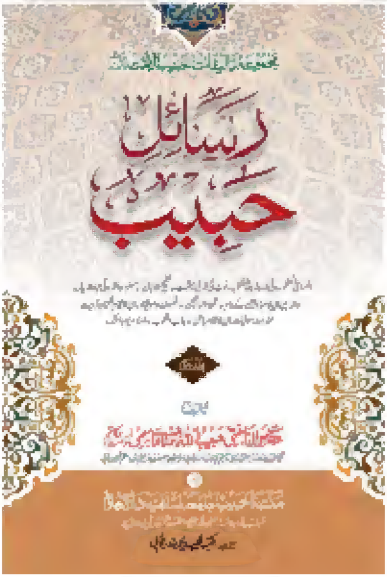
رسائل حبیب

تحقیقات فقہیہ

تحقیقات فقہیہ

جوا، سٹہ، لاٹری کے نقصانات

جوا جس کو عربی میں قمار اور میسر کہا جاتا ہے یہ محرمات منصوصہ میں سے ہے جوا کھیلنے کی اور اس کے ذریعہ پیسہ کمانے کی شریعت میں قطعاً اجازت نہیں ہے، اسی کے زمرہ میں سٹہ اور لاٹری بھی آتا ہے، لیکن اسلام کی صراحتاً ممانعت کے باوجود آج مسلم معاشرہ اس میں بھی ڈوبا ہوا ہے، اور افسوس صد افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس کو بھی کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے جس کے نتیجے میں ایسے لوگ سخت قسم کے مصائب کا شکار ہیں خود بھی حرام مال کھا رہے ہیں اور اپنے بچوں کی پرورش پر بھی اسی حرام مال کو خرچ کر رہے ہیں جس کا نتیجہ امت کے سامنے ہے، لیکن اس کے باوجود جو لوگ ان جیسے خبیث اور گندے کاموں میں مبتلا ہیں ان کے دل و دماغ پر مال حرام کی ایسی غلیظ چادر پڑ گئی ہے کہ وہ کسی بات کو سننے اور سمجھنے کے لئے تیار نہیں، اپنی آخرت کے ساتھ اپنی اولادوں کی آخرت کو بھی تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

جوا کا تعارف:

جوا ایک سے زائد لوگوں کے درمیان ایسے معاہدے کو کہتے ہیں جس میں ہر شخص کسی غیر یقینی بات کی بنیاد پر اپنے مال کا کوئی حصہ اس طرح داؤ پر لگا دیا ہو کہ وہ

مال بغیر کسی معاوضہ کے دوسرے شخص کو مل جائے یا دوسرے کا مال بغیر کسی معاوضہ کے اس کو مل جائے (شامی جلد ۶، ص:۴۰۳)

زمانۂ جاہلیت:

زمانۂ جاہلیت میں جس طرح سے شراب نوشی عام تھی اسی طرح قمار یعنی جوا بھی کثرت سے رائج تھا بلکہ کمائی کا ایک ذریعہ اسی کو سمجھا جاتا تھا، حضرت نبی پاک ؐ کی بعثت کے بعد اور اسلام کے ظہور پذیر ہونے کے بعد شراب کی طرح بالتدریج جوئے کی ناپسندیدگی اور نفرت پیدا کرنے کے لئے یہ آیت اتاری کہ لوگ آپ سے شراب اور جوے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے، لوگوں کے لئے اس میں کچھ منافع بھی ہیں، لیکن ان کا گناہ نفع سے زیادہ ہیں (سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۱۹)۔

جوا کی حرمت:

اس طرح دھیرے دھیرے ان کے نقصان کو انہیں سمجھایا اور بتایا گیا اور جب ان کے سمجھ میں کچھ آ گیا تب قطعیت کے ساتھ اللہ پاک نے شراب اور جوے پر بینڈ لگا دیا اور فرمایا کہ اے ایمان والوں شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں، لہٰذا اس سے اپنے کو پورے طور پر الگ کرلو تاکہ تم

فلاح پا سکو، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض وعداوت ڈال دے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تم کو غافل کردے، تو اب بھی اگر تم ان چیزوں سے باز نہیں آؤ گے تو کب آؤ گے؟ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر۹۱-۹۰)۔

جوا کا ارادہ بھی گناہ ہے:

اسی وجہ سے حضرت نبی پاکؐ نے محض جوے کا ارادہ کرنے والے کو بھی گنہگار قرار دیا اور فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ آؤ جوا کھیلیں تو اس کو بطور کفارہ کے صدقہ کرنا چاہئے (بخاری شریف:۳۰۶)۔

جوا کے اثرات:

جوا کھیلنے والوں کے اندر بہت سے ایسے منکرات پیدا ہو جاتے ہیں جس کا اثر غیر ارادی طور پر اس کے صحت اور دل و دماغ کے ساتھ اس کے خاندان اور اولاد پر پڑتا ہے۔

۱- جوا کھیلنے والے افراد زیادہ نفع کمانے کے چکر میں اور نقصان کے خوف سے راحت و آرام اور اطمینان قلب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۲- جوا کھیلنے والے بہت سے لوگ اس چکر میں دیوانہ و پاگل ہو جاتے ہیں اور امراض قلب کا شکار ہو کر اپنی زندگی گنوا دیتے ہیں۔

۳- جوا کھیلنے والے کے حرص اور لالچ میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اس کا مال اور وقت ضائع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں فقر وفاقے کا وہ شکار ہوجاتا ہے، اگر ہار جاتا ہے تو آئندہ جیتنے کی امید پر اس میں مزید اپنی حلال کمائی داخل کردیتا ہے اور اگر جیت جاتا ہے تو زیادہ کمانے کی لالچ میں مزید سرمایہ اس میں لگا دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی پوری پونجی غائب ہوجاتی ہے اور وہ نان شبینہ کا محتاج ہوجاتا ہے اور اس ہار کا ایسا غم اس کے دل ودماغ پر مسلط ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اکثر ڈپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں اور کتنے تو اسی غم میں اپنی زندگی گنوادیتے ہیں۔

۴- جوے کی وجہ سے عام طور پر آپس میں بغض وعداوت اور دشمنی اور لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں جو کبھی تو اتنا طول پکڑ جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کی جان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور جب تک جان سے مار نہیں دیتے ان کو سکون نہیں ملتا، اس کے بعد زندگی بھر کی پریشانیاں دامن گیر ہوجاتی ہیں جس کے نتیجہ میں زندگی کا چین وسکھ غارت ہوجاتا ہے۔

۵- جوا کھیلنے والے کی زندگی پر جوا کی ایسی نحوست پڑتی ہے کہ وہ نماز وتلاوت اور ذکر واذکار سے کوسوں دور چلے جاتے ہیں۔

۶- جوا کھیلنے والے عام طور پر معاشرتی ایسی بہت سی برائیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں جس کو دور کرنا مشکل ہوجاتا ہے، مثلاً شراب نوشی، زنا کاری، چوری،

ڈاکہ، لوٹ مار، گھریلو جھگڑے، خانگی جھگڑے، اولاد سے جھگڑے، معاشرہ کے لوگوں سے جھگڑے، بغض و عداوت، کینہ و دشمنی، حرص و لالچ جیسی درجنوں مہلک وموذی امراض کا جوا کھیلنے والا شکار ہوجاتا ہے، جس سے الگ ہونا مشکل ترین کام ہوتا ہے۔

جوا کی مختلف شکلیں:

کبوتر بازی، پتنگ بازی، تاش، شطرنج، سنوکر، کیرم بورڈ، ویڈیو گیم، کرکٹ، فٹ بال وغیرہ بھی جوے کی مختلف شکلیں ہیں جس میں ہار جیت کی بنیاد پر ایک شخص کی پوری پونجی بلا معاوضہ دوسرا شخص حاصل کرلیتا ہے اور یہ شخص ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے، اسی وجہ سے حضرات علماء نے ان سب کو حرام قرار دیا ہے۔

جوا کی بدلی ہوئی دوسری شکلیں:

جوا ہی کی بدلی ہوئی دوسری شکلیں بھی ہیں جیسے لاٹری، اخباری کوپن، مصنوعات پر انعام وغیرہ بھی سب اسی قسم میں داخل ہیں۔

اس کے علاوہ جوے کی نئی نئی شکلیں آئے دن وجود میں آتی رہتی ہیں اور لوگ کمائی کا ذریعہ سمجھ کر اس میں اپنا قیمتی سرمایہ لگا کر اصل سرمایے سے بھی محروم ہوتے رہتے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

اس لئے مسلم معاشرہ کے ان افراد کو یہ سوچ کر زندگی گزارنی ہوگی کہ کونسا راستہ اور کونسی کمائی درست ہے اور کون نادرست، اگر درست نادرست کا فرق ہٹا دیا گیا تو پھر اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور دنیا کی زندگی بھی اجیرن بن کر رہ جائے گی۔ اسی لئے ہر مسلمان کو ہر حال میں اس پر نظر رکھنی ہوگی کہ کونسی چیز حلال ہے اور کونسی حرام۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور حلال وحرام کے درمیان تمیز کی توفیق عطا فرمائے۔

* * *

والدین کی نافرمانی کے نتائج بد

مسلم معاشرہ کی تباہ کاریوں کا ایک اہم جز ماں باپ کی نافرمانی بھی ہے جس سے پورا مسلم معاشرہ کراہ رہا ہے اور ہر بوڑھے ماں باپ بڑھاپے میں اولاد کی نافرمانی اور عدم خدمت گزاری اور سب وشتم اور مختلف قسم کی ایذاء رسانیوں کے شکار ہیں جس کی وجہ سے آج کے بوڑھے ماں باپ انتہائی کرب واضطراب کی حالت میں صبح وشام کر رہے ہیں، آج کا نوجوان یہ بھول چکا ہے کہ عمر طبعی نے وفا کیا اور بڑھاپے تک وہ زندہ رہے تو "کما تدین تدان" کے تحت ان کے ساتھ بھی ان کی اولاد کا برتاؤ یہی ہوگا۔

درج ذیل سطور میں قرآنی آیات اور نبوی ارشادات کا کچھ خلاصہ سپرد قرطاس کیا جارہا ہے، ممکن ہے یہ آیات وروایات آج کے بگڑے ہوئے نوجوانوں کی اصلاح خرد کا ذریعہ بنجائے اور توبہ کر کے ماں باپ کی خدمت واطاعت میں لگ جائیں۔

ارشاد ربانی:

ارشاد باری ہے: "و قضی ربک أن لا تعبدوا إلا إیاہ و بالوالدین احسانا"۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنی عبادت اور بندگی کے بعد فوراً انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے کیونکہ انسان پر اللہ رب العزت کے بعد سب

سے بڑا احسان ماں باپ کا ہے، ماں راتوں کو جاگ کر بچے کے لئے اپنا آرام قربان کرتی ہے اور باپ بچے اور ماں کے اخراجات کی تکمیل کے لئے دن بھر محنت و مزدوری کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ والدین کے دل میں اولاد کی محبت نہ رکھے تو بچے کی پرورش و تربیت نہیں ہو پائے گی، لیکن یہی بچہ اگر اپنے بچپن کی خدمت کو فراموش کر کے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں بے یار و مددگار چھوڑ دے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے ان کی اطاعت و خدمت سے روگردانی شروع کر دے ان کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی سے پیش آئے تو اس سے بڑا ظلم کیا ہو سکتا ہے؟ اسی لئے اسلام نے والدین کے حسن سلوک کی شدید تاکید کی ہے اور بدسلوکی سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو (سورہ نساء، آیت نمبر ۳۶)

حکم خداوندی:

اسی طرح سورہ انعام میں حکم خداوندی ہے کہ: ”اے میرے حبیب آپ ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا کچھ حرام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو“ (سورہ انعام، آیت نمبر ۱۵۲)۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو شرک کو حرام قرار دیا اور دوسرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دے کر ان کی نافرمانی اور انہیں اذیت دینے کو حرام قرار دیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنا ناقابل تلافی سنگین جرم ہے۔

حکم باری تعالیٰ:

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد خداوندی ہے: ’’اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اگر ان میں سے کوئی یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے سامنے جھک کر رہو اور ان کے حق میں دعا کیا کرو کہ اے میرے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا‘‘ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۲۲و۲۳)، اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد فوراً والدین کے حقوق کو بیان فرمایا، چونکہ جس طرح سب کا معبود حقیقی ایک ہی ہے اسی طرح ہر شخص کا باپ اور ماں بھی ایک ہی ہے۔

اولاد کے لئے پانچ باتوں کا لزوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو والدین کے ساتھ جہاں حسن سلوک کا حکم دیا ہے وہیں پانچ باتوں کو لازم قرار دیا ہے۔

نمبر ایک والدین کو اُف بھی نہ کہو:

(۱) پہلی بات جس چیز کا حکم اللہ نے دیا ہے وہ یہ کہ والدین کو اف تک نہ کہنا،

اف سے مراد ہر تکلیف دہ اور ناگوار خاطر قول و فعل ہے جس سے والدین کو ذہنی یا روحانی اذیت پہونچے، لہٰذا اولاد پر لازم و ضروری ہے کہ والدین سے نرمی اور اچھے انداز میں بات کرے، اگر والدین کی کوئی بات ناگوار گذرے تو اولاد ناگواری کا اظہار نہ کرے اور اف تک نہ کہے۔

نمبر دو والدین کو جھڑ کنے کی ممانعت:

(۲) دوسری بات جس کا اللہ نے اس آیت کریمہ میں حکم دیا ہے وہ ماں باپ کو جھڑ کنے کی ممانعت ہے کیونکہ والدین کا مزاج بڑھاپے اور امراض کی وجہ سے چڑ چڑا ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر والدین کی کسی بات پر اولاد کو غصہ آجائے تو اولاد اس کو برداشت کرے اس کے جواب میں والدین کو نہ ڈانٹ ڈپٹ کرے اور نہ جھڑ کے۔

نمبر تین والدین کا ہر حال میں ادب کرو:

(۳) تیسری بات جس کو اللہ نے اس آیت کریمہ میں اولاد کے لئے لازم کیا ہے وہ یہ ہے کہ اولاد ہر حال میں ادب و احترام کو ملحوظ رکھے، ہر قسم کی بے ادبی اور بدتمیزی سے گریز کرے۔

نمبر چار والدین کے سامنے جھک کر رہو:

(۴) چوتھی بات جس کو اللہ نے اس آیت کریمہ میں اولاد کے لئے لازم قرار

دیا ہے وہ یہ ہے کہ ماں باپ پر رحم اور ترس کھاتے ہوئے ان کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھک کر رہے، جس طرح چڑیا اپنے بچوں کو محبت میں پروں سے ڈھانپ لیتی ہے تاکہ وہ محفوظ رہیں اسی طرح اولاد کو چاہئے کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کو بڑھاپے میں آغوش محبت میں ڈھانپ لے۔

نمبر پانچ والدین کے لئے ہمیشہ دعاء گو رہو:

(۵) پانچویں چیز جو اللہ پاک نے اولاد کے لئے اس آیت کریمہ میں لازم قرار دی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے اولاد ہمیشہ دعا گو رہے کہ اے میرے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے محبت وشفقت کے ساتھ میری پرورش کی۔

والدین غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو:

اللہ جل شانہ نے ایک آیت کریمہ میں جو سورہ لقمان میں مذکور ہے یہاں تک حکم دیا کہ والدین اگر غیر مسلم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ وسلوک کیا جائے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے سلسلہ میں اچھے سلوک کی نصیحت کی ہے، چونکہ ماں نے دکھ اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال تک چھاتی سے لگا کر دودھ پلایا، لہٰذا اے انسان تو میری اور اپنے والدین کا شکر گزار بن، ہاں اگر دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کر جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا مت مان، البتہ دنیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا

اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔

والدین کے بارہ میں احادیث نبویہ:

ان آیات کے علاوہ روایات میں بکثرت والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کی ترغیب کے ساتھ حکم موجود ہے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم:

چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں کہ ایک صحابی نے اللہ کے رسول سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میرے حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون؟ ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا تمہاری ماں، اس کے بعد اس شخص نے یہی سوال تین مرتبہ کیا، ہر مرتبہ آپ نے یہی فرمایا تمہاری ماں، آخری سوال کے جواب میں یہ فرمایا تمہارا باپ (بخاری و مسلم)، اس حدیث پاک سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا جہاں حکم ملتا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوا ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے۔

حضور کی بددعاء:

(۲) مسلم شریف کی روایت ہے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں، اللہ کے رسولؐ نے یہ ارشاد فرمایا: ایسا شخص ذلیل و خوار اور رسوا ہو جو اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی

حالت میں پائے اوران کی خدمت کر کے اوران کو خوش رکھ کر اپنے کو جنت کا مستحق نہ بنا پائے (مسلم شریف)۔

والدین کی نافرمانی حرام ہے:

(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں باپ کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے (بخاری و مسلم)۔

والدین کو برا بھلا کہنا گناہ کبیرہ ہے:

(۴) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: والدین کو برا بھلا کہنا گالی گلوچ دینا ان کو اذیت پہنچانا کبائر میں سے ہے، یعنی گناہ کبیرہ ہے (بخاری و مسلم)۔

اللہ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے:

(۵) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رضا اور خوشنودی والد یعنی باپ کی رضا اور خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں مضمر ہے (ترمذی شریف)۔

لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا رب اس سے راضی اور خوش رہے اس کو چاہئے کہ اپنے والد کو اپنے اخلاق اور برتاؤ سے خوش رکھے، اگر باپ کے ساتھ

بدسلوکی کی اور وہ ناخوش رہا تو ایسی اولاد کو اللہ کی خوشنودی کبھی حاصل نہیں ہوسکتی، چاہے وہ کچھ بھی کرلے اس کی ساری عبادت ضائع اور رائیگاں ہوجائے گی۔

والدین کو تکلیف پہونچانے والا جنت سے محروم رہے گا:

(٦) حضرت عبد اللہ بن عمروؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور ان کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آنے والا اور ماں باپ کو اذیت اور تکلیف پہونچانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (نسائی، دارمی)۔

اولاد کی جنت ماں کے قدموں میں ہے:

(٧) حضرت معاویہ بن جاہمہ سے مروی ہے کہ وہ ان کے والد حضرت جاہمہ حضرت نبی پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میرا ارادہ جنگ میں جانے کا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان کی خدمت میں لگے رہو چونکہ تمہاری جنت ان کی قدموں میں ہے (احمد، نسائی، بیہقی)۔

والدین چاہے ظالم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک لازم ہے:

(٨) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ راوی ہیں، اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح اس حال میں کی کہ اس کی ماں اس سے راضی اور خوش ہو تو اس کے لئے

جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جس شخص نے صبح اس حال میں کی کہ اس کے ماں باپ اس کی بدکلامی اور بدزبانی کی وجہ سے ناراض ہیں تو اس کے لئے جہنم کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک صحابی نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ اگرچہ ماں باپ ظالم ہوں۔ حضرت نبی پاکؐ نے تین مرتبہ یہ جملہ فرمایا "و إن ظلماہ" کہ اگرچہ ماں باپ ظلم کررہے ہوں، پھر بھی اولاد کے ذمہ لازم وضروری ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کرے، اس حال میں بھی بدسلوکی کی اجازت نہیں ہے (بیہقی)۔

بوڑھے ماں باپ کو بنگاہ محبت دیکھنے پر مقبول حج کا ثواب ملتا ہے:

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس ہی کی روایت ہے کہ جولڑکا اپنے بوڑھے ماں باپ کو بنگاہ محبت وشفقت دیکھتا ہے تو ہر نظر کے بدلے میں اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اگر کوئی شخص دن میں سو مرتبہ دیکھے تو کیا ہر مرتبہ مقبول حج کا ثواب ملے گا تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: اللہ بہت بڑا ہے، یعنی اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہے۔ (بیہقی)۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں ملکر رہتی ہے:

(۱۰) حضرت ابوبکرہؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سارے گناہ ایسے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ معاف کرنا چاہے تو معاف کرسکتا ہے، سواء ماں باپ کی نافرمانی کے، ماں باپ کی نافرمانی اور اس کے ساتھ بدسلوکی، یہ

ایسا گناہ ہے جس کی سزا مرنے سے پہلے اولاد کو دنیا ہی میں بھگتنا پڑتا ہے۔ (بیہقی)۔

اس لئے آج کے نوجوان کو یہ سوچ کر زندگی گزارنی چاہئے کہ ماں باپ کے ساتھ اگر بے احترامی اور بے ادبی، بدتمیزی اور گستاخی کوئی کر رہا ہے تو دنیا ہی میں اس کو اس کی سزا مل کر رہے گی۔

والدین کی نافرمانی کرنے والے کے ایمان کے زوال اور سوء خاتمہ کا خطرہ ہے:

انہی چند آیات اور روایات کے ساتھ امام قرطبی علیہ الرحمہ کی اس صراحت پر بات ختم کرتا ہوں جو الجامع لاحکام القرآن میں انہوں نے لکھی ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والوں کے ایمان کے زوال کا خطرہ ہے اور اس کا اندیشہ ہے کہ ایسے شخص کی موت ایمان پر نہیں آئے گی۔

خلاصہ کلام:

اس لئے آج کے نوجوان کو ہوش میں آجانا چاہئے کیونکہ یہ دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے، ہر ایک کو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اپنے کرتوت کا جواب دینا ہے، اللہ ہر ایک کو ہدایت نصیب فرمائے اور توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

* * *

اسلام میں بڑوں کا احترام

تمہید:

اسلام جس نے اپنے ماننے والوں کو عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرت جیسی ہر چیز کی تعلیم دی ہے، وہیں اسلام نے عمر کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوردوں کو بزرگوں کے احترام کی تلقین کی ہے، خواہ وہ عمر میں بڑا ہو یا علم میں منصب میں بڑا ہو یا عہدہ میں رشتہ میں بڑا ہو یا روحانیت میں شریعت میں بڑا ہو یا طریقت میں باپ ہو یا ماں، دادا ہو یا دادی، چچا ہو یا تایا، نانا ہو یا نانی، خالو ہوں یا خالہ، ماموں ہوں یا ممانی، بہن ہو یا بھائی، استاذ ہو یا پیر، حتی کہ اگر اس سے کوئی قرابت نہ ہو پھر بھی محض ان کے بڑے ہونے کی وجہ سے اسلام چھوٹوں کو ان کے بڑکپن کو ملحوظ رکھنے کا ہر حال میں حکم دیتا ہے۔ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کبر الکبر) کہ بڑے کا ادب واحترام کرو اور اس کو اس کا مقام دو ایک دوسری حدیث میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (اکرموا کرائم القوم و لو کان کافرا) یعنی قوم اور معاشرہ میں جو اصحاب منصب اور اہل مرتبہ ہوں اور قوم میں ان کا شمار شرفاء میں ہوتا ہو ان کا اکرام کرو، اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

بڑوں کی عزت آپ ﷺ کی رفاقت کا ذریعہ ہے:

ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وقر الکبیر وارحم الصغیر ترافقنی فی الجنۃ بڑوں کی عزت اور توقیر کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو، تم جنت میں میری رفاقت پالوگے (شعب الایمان، جلد ۷ رصفحہ ۴۵۸، حدیث نمبر ۱۰۹۸)۔ ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے تم اپنے مجالس کو بوڑھوں کی عمر عالم کے علم اور سلطان کے عہدہ کی وجہ سے کشادہ کرلیا کرو (کنز العمال جلد ۹ رصفحہ ۶۶، حدیث نمبر ۲۵۴۹۵)۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بڑوں کی عزت اور تعظیم اور ان کا ادب واحترام باعث عزت ہی نہیں بلکہ نجات اخروی اور جنت میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا ذریعہ ہے۔

مسلم معاشرہ کا حال زار:

لیکن افسوس آج مسلم معاشرہ سے جہاں سب کچھ دھیرے دھیرے رخصت ہوتا جارہا ہے بڑوں کا ادب واحترام بھی بہت تیزی سے نکلتا جارہا ہے، آج کے معاشرہ کا بڑا اپنی نظر جھکا کر اور اپنا اکرام واحترام بچا کر نوجوانوں کے پاس سے گزرنے پر مجبور ہے۔

راقم کے زمانے کا حال:

راقم السطور نے اپنے بچپن میں وہ ماحول دیکھا ہے جو آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ اگر گاؤں کا بڑا بوڑھا آتا ہوا دکھائی دیتا تو روڈ پر کھیلنے والے بچے کھیل چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے فوراً بھاگ جاتے تھے اور کہیں جا کر چھپ جاتے تھے کہ بھاگو فلاں دادا آرہے ہیں اور جب تک کہ وہ روپوش نہ ہو جاتے اس وقت تک وہ بچے دوبارہ نکل کر کھیل میں مصروف نہیں ہوتے تھے۔

آج کے نوجوانوں کا حال:

لیکن افسوس آج تو یہ حال ہے کہ آج کا نوجوان گٹکا منہ میں بھر کر اور بیڑی سگریٹ پیتے ہوئے اور کھینی بناتے ہوئے اپنے بڑوں بلکہ ماں باپ کے سامنے پوری ڈھٹائی کے ساتھ آکر بدتمیزی سے باتیں شروع کر دیتا ہے اور ان کو ذرہ برابر بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہمارے بڑے اور والدین کو ہماری اس نازیبا حرکت سے اذیت پہونچ رہی ہے۔

حضرت حسنؓ کا ماں کا ادب:

کسی زمانہ میں ماں باپ کا وہ احترام تھا جس کو آج سوچا بھی نہیں جا سکتا، یہ باتیں آج صرف کتابوں کی زینت بن کر رہ گئی ہیں۔ ابن شہاب زہری لکھتے ہیں وہ

حدیث پاک کے مدونِ اول ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ اپنی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے پناہ محبت رکھتے تھے، لیکن کھانا کبھی بھی امی کے ساتھ تناول نہیں فرماتے تھے، کسی نے اس کی وجہ ان سے پوچھی کہ آپ امی کے کھانے کے بعد کیوں ہمیشہ کھانا کھاتے ہیں تو انہوں نے حیران کن ایک جملہ فرمایا کاش آج کے خوردوں کی سمجھ میں یہ جملہ آجائے جو ماں باپ کو کچھ نہیں سمجھتے اور ماں باپ کو چھوڑ کر بیوی کے ساتھ کھانے کو ترجیح دیتے ہیں اور اچھی اچھی چیزیں بازار سے خرید کر ماں باپ کی نظروں سے چھپا کر بیوی کے ساتھ تنہائیوں میں بیٹھ کر نوش فرمانے کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اگر دس روپئے کی جلیبی بھی خرید کر لاتے ہیں تو ماں سے چھپا کر بیوی کے ساتھ بیٹھ کر اکیلے کھا لیتے ہیں اور اگر ماں نے دیکھ لیا تو بے حیا بن کر اپنے روم کا دروازہ بند کر لیتے ہیں تا کہ ماں نہ آجائے۔

آج کے لونڈوں کا حال بد:

اور اگر ماں بھولے سے اپنی بچیوں کے لئے سو روپئے کا کوئی سامان منگوا لیتی ہے تو جب تک ماں کے سینے پہ چڑھ کر سو روپئے وصول نہیں کر لیتے وہ دم نہیں لیتے کیونکہ شیطان نے اس کے دماغ میں یہ بیٹھا دیا ہے کہ میری کمائی جو بھی ہے خواہ حرام ہو یا حلال وہ سب میری بیوی بچوں کی ہے اس میں میری ماں اور بہن کا کوئی حصہ نہیں ہے، لیکن ایسے لونڈے جب باپ کو ذلیل کرنے پر آتے ہیں تو ہزاروں الزامات اور تہمتیں لگا کر باپ کو بے عزت کرنے کے لئے پھر یہ کہنا شروع کر دیتے

ہیں کہ باپ نے سب کچھ سب کو دے دیا ہے، لیکن میری ماں کو کیا دیا ہے۔ لیکن کوئی شخص ایسے خبیث لونڈوں سے یہ پوچھنے کی ہمت نہیں کرتا کہ تم کون ہو باپ سے اس کا حساب لینے والے تم پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ تم نے اپنی ماں کو کیا دیا ہے، معاشرہ میں ایسے بھی بد بخت اور خبیث ہیں جو باپ کی طرف سے دی ہوئی ہر چیز چھین لیتے ہیں، چوری کر لیتے ہیں، ڈاکہ ڈال لیتے ہیں، غصب کر لیتے ہیں، ماں کی اگر کوئی خدمت کرے اس کو ذلیل کر کے روک دیتے ہیں اور شرافت کا لبادہ اوڑھ کر ماں کو ڈھال بنا کر باپ کے درپئے آزار ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کچھ کر کے اپنا اور اپنی اولادوں کا مستقبل خراب کر رہے ہیں اور آخرت تو برباد کر ہی چکے ہیں دنیا بھی برباد کر رہے ہیں۔ فإلى الله المشتكى۔

بہر حال حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا میں امی جان کے ساتھ اس ڈر سے کھانا نہیں کھاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کسی چیز پر ان کی نظر پہلے پڑ جائے اور انجانے میں وہ چیز ان سے پہلے کھا کر نافرمان بن جاؤں (برالوالدین صفحہ ۵۳ رقم ٦٦)۔

قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم:

اسی طرح قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور ان کا احترام جہاں اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے وہیں عمر اور رزق میں اضافہ کا ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چیز ثابت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا: من أحب أن یبسط فی رزقه وینسأ له فی أثره فلیصل رحمه (متفق علیہ عن انس) بخاری مسلم ہی کی ایک دوسری حدیث ہے جس کے راوی حضرت جبیر بن مطعم ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جو رشتہ ناتہ کو توڑنے والا ہو (متفق علیہ)

ماں باپ کی نافرمان اولاد کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے:

یہاں تو صرف رشتہ ناتہ کی بات ہے آج کے مسلم معاشرہ میں لاکھوں نوجوان ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ سے قطع تعلق کیے بیٹھے ہیں، بلکہ ماں باپ کو طرح طرح کی اذیت دے کر ان کی دل آزاری کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ صرف بیوی کو خوش رکھ کر جنت مل جائے گی جبکہ ماں باپ کو اذیت پہونچانا ان کی دل آزاری کرنا حرام ہے، کبائر میں سے ایک اہم کبیرہ ہے اور ایسے نوجوانوں کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، بعض نوجوان تو ایسے بھی ہیں کہ اپنی عزت بڑھانے کے لئے ماں باپ پر تہمتیں لگاتے ہیں اور بے جا الزامات لگا کر سرخرو ہونا چاہتے ہیں، ایسے بد باطن نہ دنیا میں سرخرو ہوسکتے ہیں نہ آخرت میں ایسوں کے لئے روسیاہی ان کا مقدر بن چکی ہے، ایسے لوگ آبِ زمزم سے بھی چہرہ دھو کر سرخرو نہیں ہوسکتے۔

اساتذہ کا ادب واحترام:

اسی طرح اسلام اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کا بھی حکم دیتا ہے، چنانچہ

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے ”**من لا ادب له لا علم له**“ کہ بے ادب علم سے محروم رہتا ہے (المنبہات ص: ۱۳) اس لئے اپنے اساتذہ کا بھی ادب و احترام ملحوظ رکھنا چاہئے، چنانچہ اسلاف میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جو کمال ادب کے عکاس وغماز ہیں، مثلاً حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت امام حسینؓ کی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد نبوی میں چلے جاؤ وہاں ایک علمی حلقہ ہوگا جس میں لوگ اس طرح سر جھکائے بیٹھے ہوں گے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ (تاریخ ابن عساکر، جلد: ۱۴، ص: ۱۷۹)۔

مسجد نبوی کی یہ مجلس حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی جس میں ادب و احترام کا یہ حال تھا۔ آج تو طلبہ جن سے علم حاصل کرتے ہیں ان کو برا بھلا کہنا ان کی غیبت کرنا ان پر لعن وطعن کرنا، ان کا مذاق اڑانا، ان کی عیب جوئی کرنا ایک عام سی بات ہوگئی ہے۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے:

ان المعلم والطبیب کلاهما
لاینصحان اذاهما لم یکرما
فاصبر بجهلک ان جفوت معلما
واصبر بدائک ان جفوت طبیباً

یعنی استاذ اور ڈاکٹر وطبیب اس وقت تک تمہارے خیر خواہ وہمدرد نہیں بن سکتے جب تک کہ ان کی عزت اور ان کا احترام ملحوظ نہ رکھو۔ اگر تم نے استاذ کے ساتھ بدتمیزی کی

تو اپنی جہالت پر صبر کرلو، تم کو کبھی بھی علم نہیں آئے گا، اور اگر ڈاکٹر و طبیب سے بدتمیزی کی تو اپنی بیماری پر صبر کرلو، کبھی بھی تم اس کے ہاتھ سے شفایاب نہیں ہوسکتے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل اساتذہ کی بے احترامی کی وجہ سے اکثر طلبہ مدارس سے کورے نکلتے ہیں، علم کا جو حصہ ان کو ملنا چاہئے اس سے وہ محروم رہتے ہیں اور اس حرمان کا الزام اہل خانہ مدارس پر تھوپتے ہیں، جبکہ یہ نتیجہ ہوتا ہے ان کے برخوردار کی بدتمیزی، بے ادبی، گستاخی و بے اکرامی کا (الامان الحفیظ)۔

اپنے مرشد کا ادب واحترام:

اسی طرح اپنے پیر و مرشد اور اپنے شیخ کا اکرام واحترام بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ پیر و مرشد ہی کے طفیل زنگ آلود قلوب کا تزکیہ ہوتا ہے اور خوف خدا کے ساتھ عشق مصطفیٰ دل میں موجزن ہوتا ہے، باطن کا تزکیہ گناہوں سے بیزاری، اعمال صالحہ کا شوق اور سلامتی ایمان کی فکرمندی صحبت شیخ ہی سے حاصل ہوتی ہے، اس لئے مرید کو ہر حال میں اپنے مرشد کے سامنے پیکر ادب بن کر رہنا چاہئے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی مرید ادب کا خیال نہیں رکھتا تو لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا (رسالہ قشیریہ ص:۳۱۹)

اس لئے بزرگوں کا مقولہ ہے باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

بزرگوں کا ادب کرنے والا بڑوں کا ادب کرنے والا، علماء، صلحاء، اتقیاء،

کا ادب کرنے والا، اپنے شیخ ومرشد کا ادب کرنے والا، صرف معاشرہ ہی میں معزز نہیں سمجھا جاتا بلکہ بعض اوقات بڑوں کا ادب واحترام نجات اخروی کا بھی ذریعہ بن جاتا ہے۔

ادب وحترام دخول جنت کا ذریعہ بن گیا:

چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص دریا کے کنارہ بیٹھ کر وضو کر رہا تھا تھوڑی دیر میں حضرت امام احمد ابن حنبلؒ اسی دریا کے پاس تشریف لائے اور تھوڑے فاصلے پر اس طرف بیٹھ کر وضو کرنے لگے جدھر اس کے وضوء کا پانی بہہ رہا تھا، اچانک اس کی نظر حضرت امام صاحبؒ پر پڑ گئی اور اس کے دل نے گوارہ نہیں کیا کہ میرے وضوء کے دھوون سے اللہ کا ایک ولی وضوء کرے، چنانچہ وہ فوراً کھڑا ہوا اور اس طرف جا کر بیٹھ کر وضوء کرنے لگا جہاں امام احمد بن حنبلؒ کے وضوء کا غُسالہ بہہ رہا تھا، اس ادب و احترام کا صلہ اس شخص کو یہ ملا کہ انتقال کے بعد ایک صاحب نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے ادب کی برکت سے اللہ نے مجھے بخش دیا (تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۹۶)۔

خلاصۂ کلام:

جو لوگ بھی بڑوں کا ادب واحترام کرتے ہیں ان کو معاشرہ میں بھی عزت کی

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اللہ کے یہاں بھی ان کو سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔

خادم کی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آج کے مسلم نوجوانوں کی اصلاح فرمائے اور بڑوں کے ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے اور معاشرہ میں بڑوں کی بے ادبی و گستاخی کا جو مزاج بن گیا ہے اللہ پاک اس کو دور فرمائے۔

واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم۔

شادی بیاہ کی فضول خرچیاں اور بیہودہ رسمیں

تمہید:

شادی بیاہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی ابتداء جنت سے ہوئی، وہ اس طور پر کہ اول البشر حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا نکاح حضرت حوا علیہا السلام سے اللہ تعالیٰ نے جنت جیسی مقدس جگہ پر انجام دیا، اس کے بعد اولاد آدم میں یہ عبادت نسلاً بعد نسلٍ ہر دور اور ہر زمانہ میں چلتی رہی اور افزائش اولادِ آدم کا ذریعہ اللہ نے اسی کو بنایا اور اس اہم عبادت کی انتہاء بھی جنت میں ہوگی جہاں دنیاوی بیویوں کے ساتھ جنت کی حوروں سے بھی جنتیوں کا نکاح کردیا جائے گا (**وزوجناھم بحور عین**)۔

زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ اسلامی تعلیمات میں موجود ہے:

لیکن افسوس صد افسوس آج کا مسلم معاشرہ اس اہم عبادت کے تقدس کو مکمل فراموش کرکے رسومات شادی کے سلسلہ میں دوسرے ادیان کا ایسا دریوزہ گر ہو چکا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو مکمل فراموش کرتا جارہا ہے جبکہ دنیا بھر کے محققین اس بات پر متفق ہیں کہ زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ اور سلیقہ صرف اسلامی تعلیمات میں موجود

ہے، جہاں اعتقاد سے لے کر عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرت، ودیگر ہر پہلو کی رہنمائی موجود ہے، اسلامی تعلیمات کا ایک بڑا حصہ معاشرتی اور سماجی زندگی کے درخشاں اصولوں پر مبنی ہے جس کی دلکشی بہت سے لوگوں کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بن چکی ہے۔

مسلم معاشرہ کا حال زار:

لیکن جب ہم مسلم معاشرہ پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم اپنے معاملات کی تکمیل میں خاص طور پر شادی بیاہ کی انجام دہی میں ہم دوسروں کے مکمل بکھاری نظر آتے ہیں کوئی رسم ان سے لے لی، کوئی اُن سے اور اس طرح اپنی گاڑی چلا لیتے ہیں۔

زندہ قومیں اپنی ثقافت پر سمجھوتہ نہیں کرتیں

حالانکہ زندہ قومیں اپنی ثقافت اور تاریخی وراثت اور اپنے اسلاف کے نقوش قدم پر کبھی سمجھوتا نہیں کرتیں، آج بھی دنیا میں بہت سی ایسی قومیں موجود ہیں جنہوں نے اپنا ملک چھوڑ کر دوسرے ملکوں کو اپنا وطن یا ملک بنالیا اور ایک لمبے عرصہ تک وہاں کے اقتدار پر ناجائز قبضہ کر کے راج کیا، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی ثقافت، معاشرتی اقدار اور تاریخی ورثہ کی بھرپور حفاظت کی، شادی بیاہ سے لے کر مرگ وموت

تک انہوں نے اپنی سماجی حیثیت کو برقرار رکھا۔

لیکن افسوس آج کا مسلم معاشرہ ان چیزوں کی سمجھ کھو چکا ہے جس کی وجہ سے بالتدریج اس کا تشخص مٹتا جارہا ہے اور افسوس کہ اپنے بے حیثیت ہونے کے ساتھ اپنے مٹنے کا اس کو کوئی غم نہیں ہے۔

درج ذیل سطور میں ان چند بے ہودہ رسومات کا ذکر کیا جائے گا جو غیر اسلام ہونے کے ساتھ متوسط اور غریب طبقات کے لئے سوہانِ روح بن چکی ہیں۔

منگنی کی رسم:

(۱) منگنی جب دو خاندانوں کے درمیان شادی بیاہ کی بات پکی ہو جاتی ہے تو اس کے اظہار و اعلان کے لئے باضابطہ ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے جس کا نام معاشرہ میں منگنی رکھا جاتا ہے اور اس کے لئے دونوں طرف کے اعزہ و اقارب دوست و احباب کو مدعو کیا جاتا ہے اور جی بھر کر اصحابِ ثروت اس موقع پر اپنی ثروت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس رسم کو پورا کرنے کے لئے جن جن خرافات کو انجام دیا جاتا ہے، ان کا کہیں سے کہیں تک بھی قرآن اور حدیث اور دین اسلام سے دور تک کا رشتہ نہیں ہے، لیکن افسوس آج کا مسلمان اپنے کو مسلمان سمجھتے ہوئے بہت شوق اور حوصلہ سے ان جیسی غیر اسلامی رسومات کا اپنے کو پابند بنائے ہوئے ہے اور فخر کے ساتھ اپنے کو مسلمان سمجھ رہا ہے۔

زیورات کی خریداری:

(۲) زیورات - کی تیاری منگنی کے بعد لڑکی والے لڑکی کے لئے مختلف انواع واقسام کے زیوارت کی فراہمی اور خریداری میں جٹ جاتے ہیں اور اس کے لئے اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ نام ونمود کے لئے اور بچی کو زیورات سے زیر بار کر کے بھیجنے کے لئے سودی قرضوں تک کا بار والدین لا دلیتے ہیں، مزید برآں تلک کے رسم کے بوجھ کے نیچے اس سے پہلے وہ دب چکے ہوتے ہیں، اس کے بعد جہیز کے لئے لڑکے والوں کی طرف سے جو ایک لمبی فہرست بن کر آتی ہے وہ تو والدین کے لئے زندہ درگور ہونے کے مترادف ہے، لیکن فہرست میں درج چیزوں کی فراہمی اور ادائیگی معاشرتی ایک لعنت ہے جو والدین کے لئے ناگزیر ہوتی ہے اور بادل ناخواستہ سماج کے طعنہ سے بچنے کے لئے اپنی لخت جگر کے لئے والدین کو خونِ جگر پینا ہی پڑتا ہے جس کے بوجھ تلے ایسا دبتے ہیں کہ بعض لوگ سر اٹھانے کے قابل نہیں ہوتے لیکن افسوس صد افسوس معاشرہ کے ان نام ونمود اور شہرت خواہوں پر جن کو ان لعنت پر نظر ثانی کرنے کی بھی فرصت نہیں ہے۔

نیوتہ کی رسم:

(۳) نیوتہ - شادی بیاہ کی ایک اہم رسم نیوتہ بھی ہے جو شادی سے قبل لڑکی کے

گھر والے اپنے اعزہ واقارب اور قریبی دوست واحباب کو دیتے ہیں جس میں ہدایا اور تحائف کے ساتھ بچی کے لئے کچھ مخصوص سامان ہوتے ہیں جو مستقل کاپی پر نوٹ کر کے رکھا جاتا ہے اور جس کی واپسی باحسن وجوہ ہدیہ دینے والوں کے گھر ہونے والی شادی کے موقع سے کرنی پڑتی ہے، اس رسم کا بھی اسلام سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، یہ مکمل غیر اسلامی اور ہندوؤں کی رسم ہے جس کو بصد شوق آج کا مسلمان کر رہا ہے۔

مہندی اور ہلدی کی رسم:

(۴) جب شادی کا وقت قریب آتا ہے تو لڑکے کو خاندان کی جوان لڑکیاں مہندی اور ہلدی لگانے کی رسم پوری کرتی ہیں، لڑکا جوان لڑکیوں کے بیچ میں نیم برہنہ ہو کر بیٹھتا ہے اور اس کے گرد وپیش غیر محرم نوجوان لڑکیوں کا ہجوم ہوتا ہے جو اپنے ہاتھ سے لڑکے کے بدن پر مہندی اور ہلدی لگاتی ہیں اور مخصوص انداز کے اشعار اور گیت بلند آواز سے پڑھتی ہیں اور یہ سلسلہ گھنٹوں چلتا ہے، اس رسم کا بھی دین اور اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے، یہ رسم بھی مکمل غیر مسلموں سے مستعار ہے اور اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں، لیکن افسوس صد افسوس آج کا مسلمان ان جیسی لعنتوں میں مبتلا ہو کر بھی اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے اور بابانگِ دہل مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

شادی کارڈ کا حکم:

(۵) شادی کی تاریخ سے پہلے مسلم معاشرہ میں شادی کی اطلاع کے لئے رنگ برنگ کے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں اور بطور فخر و مباہات کے اسپر بلا ضرورت لاکھوں روپئے خرچ کئے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اپنے تمول اور ثروت کے اظہار کے لئے کیا جاتا ہے، اس کا بھی شریعت اور سنت سے کوئی دور کا رشتہ نہیں ہے، البتہ نکاح کا اعلان اور اس کی تشہیر ضرور مطلوب ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس کی تحدید جامع مسجد اور جمعہ کے دن کے ساتھ موجود ہے جس سے یہ بات باحسن وجوہ حاصل ہوتی ہے۔

باراتیوں کی ضیافت:

(٦) شادی کی تاریخ سے پہلے باراتیوں کی ایک بھیڑ اور لڑکے والوں کی طرف سے ماکولات و مشروبات کے انواع و اقسام کی ایک طویل فہرست لڑکی والوں کے پاس بھیجی جاتی ہے جس کی تکمیل لڑکی والوں کے لئے فرض کے درجہ میں ہوتی ہے اور سجدۂ سہو کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، اس جبری ضیافت کی تکمیل کے لئے لڑکی والے لاکھوں لاکھ روپیہ صرف کرتے ہیں اور چار و ناچار لڑکی والوں کو یہ کرنا ہی پڑتا ہے جس میں لڑکی والے لاکھوں کے قرضوں کے بوجھ کے نیچے دب جاتے ہیں، لیکن لڑکے

والوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، ان کے نزدیک تو لڑکی والوں کی حیثیت زرخرید غلام کی طرح ہوتی ہے جس کو اپنے آقا کے ہر حکم کی تعمیل بہرحال کرنی پڑتی ہے۔

شادی ہال کی بکنگ کا حال:

(۷) اتنے سارے باراتیوں کو عزت کی جگہ بیٹھانے اور ٹھہرانے کے لئے لڑکی والوں کو کثیر مصارف برداشت کر کے ٹینٹ ہاؤس یا شادی ہال بک کرانا پڑتا ہے جس کا کرایہ لاکھوں لاکھ روپیہ ان کو ادا کرنا پڑتا ہے اور نا قابل برداشت مالی بوجھ کے نیچے لڑکی والے اس کی وجہ سے دب جاتے ہیں، اس کا بھی تعلق شریعت اور سنت سے نہیں ہے، یہ چیزیں بھی خالص رسمی اور رواجی ہیں، بلکہ اغیار اور برادران وطن سے لیا ہوا ایک بے ہودہ تحفہ ہے۔

ڈھول باجہ اور پٹاخوں کا حکم:

(۹) لڑکے والوں کو جب بارات لے جانا ہوتا ہے تو دعوت کے لئے الگ سے ایک قیمتی کارڈ دلہن بنا کر چھپوانا پڑتا ہے اور باراتیوں کو لانے وجانے کے لئے کثیر رقم خرچ کر کے سیکڑوں گاڑیاں فراہم کی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ ڈھول باجے کے ساتھ بارات روانہ ہوتی ہے، بارات کے پہونچنے کے بعد راستہ میں ہزاروں روپئے کے پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں جس کا اسلام سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے، یہ سب

چیزیں بھی غیروں سے مستعار ہیں۔

مہر کا مسئلہ:

(۱۰) اس قدر بے تحاشا بے جا غیر اسلامی غیر نبوی رسومات سے گزر کر جب نوشہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور قاضی صاحب ایجاب وقبول کے لئے تشریف لاتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں مہر کیا ہے؟ تو لڑکے والے جو منگنی سے لے کر آج تک کروڑوں کا وارا نیارا کر چکے اور کروا چکے ہوتے ہیں مفلس بن کر پانچ ہزار اکیاون یا دس ہزار اکیاون مہر بتلا کر گردن جھکا لیتے ہیں ان کا وہ لڑکا جس کی قیمت شادی سے پہلے چالیس لاکھ تھی وہ بھی گردن جھکا کر بیٹھ جاتا ہے اور باپ کی طرف اشارہ کرتا ہے، حالانکہ اس زمانہ میں تلک کے رواج کو روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جتنی رقم تلک کے نام پر لڑکے نے وصول کیا ہے اتنی ہی رقم مہر مقرر کی جائے اور اس کی ادائیگی مؤجل (مؤخر) کے بجائے معجّل (فوری) لازم قرار دی جائے تو یقیناً اس سے تلک کی بندش میں مدد ملے گی اور ان اکابر کی رائے کو قوت ملے گی جو غلاء مہر کے قائل تھے، کاش معاشرہ کے اہل علم اور دانشور طبقے کی سمجھ میں یہ چھوٹی سی بات آجائے تو تلک اور دیگر رسومات کے ازالہ میں یہ چیز یقیناً معین ومد ثابت ہوگی۔

(۱۱) منڈپ کی حاضری ایجاب وقبول کے بعد نوشہ جواب اس گھر کا دولہا بن چکا ہے اس کو گھر میں بلایا جاتا ہے جہاں جوان لڑکیوں کا ہجوم ہوتا ہے اور وہ ساری

لڑکیاں جوتا چوری سے لے کر مختلف انداز کی خرافات انجام دیتی ہیں اور قہقہوں اور تالیوں کا ایک بازار گرم ہوتا ہے، اور اخیر میں دولہا کو اکل وشرب کے ساتھ ہدایا اور تحائف کے لفافے پیش کئے جاتے ہیں، اس رسم کا بھی کہیں سے کہیں تک اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے، یہ سب کچھ کبائر کا مجموعہ ہیں جو جہنم الفردوس تک لے جانے کا ذریعہ ہیں۔

سامان جہیز کی رونمائی:

(۱۲) سامان جہیز کی رونمائی - جب بچی کی رخصتی کا وقت آتا ہے تو رخصت سے پہلے بچی کا جہیز (بچی کی ضروریات زندگی) جو فرمائشی سامان پر مشتمل ہوتا ہے اور لڑکی والے بجبر واکراہ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اس کو فراہم کرتے ہیں جس کا قرآن و سنت اور دینِ اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے، لیکن غیروں کی دیکھا دیکھی رشتہ کا لازمی جز اس کو قرار دے دیا گیا ہے، اگر لڑکی والے وہ سامان نہ دیں تو لڑکی کی زندگی سسرال والے اجیرن بنا دیتے ہیں اور زندگی بھر طعنوں کے تیر ایسے چلتے ہیں کہ لڑکی کا دل ہی نہیں بلکہ پورا جسم مجروح ہو جاتا ہے۔ بہر حال سامانِ جہیز کی رونمائی بھی شادی کی ایک رسم ہے جس کا اسلام سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، لیکن افسوس آج کا مسلمان بہت شوق سے غیروں کی دیکھا دیکھی ان بے ہودہ رسومات کے شکار ہیں۔

الحاصل:

ان چیزوں پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے، ان کے علاوہ درجنوں شادی بیاہ کی رسومات ہیں جو مکمل غیروں کی مسروقہ ہیں جن کا قرآن وسنت اسلام وشریعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

تطویل کی وجہ سے انہیں چند سطور پر مضمون ختم کیا جاتا ہے۔ دعاء ہے اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے اور شریعت و سنت کے مطابق ہر کام کو انجام دینے کی ہمت وقوت اور توفیق عطا فرمائے۔

واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم۔

◆

تلک اور جہیز کے نقصانات

نکاح اسلام کی نظر میں:

نکاح اسلام کی نظر میں ایک معاہدہ ہے، ایک طرف سے اطاعت وخدمت کا دوسری طرف سے حفاظت وکفالت کا اور دونوں طرف سے محبت وامانت کا، رفاقت وصداقت کا، "وجعل بینکم مؤدۃ و رحمۃ" نسبۃً ضعیف ونازک زبان ہارتی ہے اور اپنے کو دوسرے کے سپرد کردیتی ہے، دوسرا نسبۃً قوی اور صاحب اقتدار قول دیتا ہے کہ میں دوسرے کی ذمہ داری کو قبول کرتا ہوں اور دونوں اس قول وقرار پر گواہ ٹھہراتے ہیں اور یہ معاہدہ دوچار یوم کا نہیں ہوتا بلکہ پوری زندگی کا ہوتا ہے۔

نکاح کے فوائد:

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ فرمایا (عبد اللہ ابن مسعود، بخاری ومسلم) ایک دوسری حدیث میں دنیا کے ساز وسامان اور قابل انتفاع چیزوں میں سب سے بہتر نیک عورت کو قرار دیا (عبد اللہ بن عمر مسلم شریف)، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے شادی کر لی اس نے آدھا ایمان مکمل کر لیا، اب باقی آدھے کے سلسلہ میں اس کو تقوی اختیار کرنا چاہئے (بیہقی)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے سب سے خیر و برکت والا نکاح وہ ہوتا ہے جس میں مشقت اور بوجھ اور اخراجات کم سے کم ہوں، لیکن افسوس آج مسلم معاشرہ میں تلک و جہیز کے غیر اسلامی رسم و رواج نے معاشرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

تلک و جہیز ایک ناسور ہے:

تلک اور جہیز ایک ناسور ہے جو اسلامی معاشرہ میں کینسر کی طرح پھیل چکا ہے، اس خبیث لعنت نے لاکھوں نوجوان بچیوں کی زندگی کو جہنم بنا کر رکھ دیا ہے، ان کی معصوم آنکھوں میں بسنے والے کتنے رنگین خواب چھین لئے ہیں، ان کی آرزؤں تمناؤں اور حسین زندگی کے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا ہے، انہیں ناامیدی، مایوسی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں ڈھکیل دیا ہے جہاں سے اجالے کا سفر ناممکن ہو چکا ہے۔

تلک اور جہیز ہندؤں کی رسم ہے:

تلک اور جہیز خالص ہندؤں کی رسم ہے جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں پایا جاتا ہے، لیکن آج مسلم معاشرہ نے اس طرح سے غیر اسلامی رسومات کو اپنے گلے

سے لگا لیا ہے کہ اس سے نکلنے کے بجائے معاشرہ روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے، جس کے نتیجے میں غریب گھروں کی بچیاں شادی جیسی عظیم نعمت سے محروم رہ کر چراغِ خانہ بن کر رہ گئی ہیں اور بہت سے لوگ ماں کے پیٹ ہی میں لڑکی کی جانکاری ملنے کے بعد اس کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔

اس لعنت کے ذمہ دار امراء ہیں:

معاشرتی اس لعنت کے ذمہ دار زیادہ تر وہ امراء ہیں جو صرف نام و نمود اور اپنی شہرت کے لئے اپنی دولت کا بیجا اور بے محابہ استعمال کرتے ہیں اور بلا دریغ پیسہ پانی کی طرح بہاتے ہیں اور شادیوں پر اتنا پیسہ برباد کرتے ہیں کہ ان پیسوں سے سیکڑوں غریب بچیوں کا گھر آباد ہو جائے، لیکن دولت کے نشہ میں اتنا چور ہوتے ہیں کہ ان کو اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ میرے پڑوس میں بہت ساری غریب بچیاں دلہن بننے کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہیں۔

لڑکے جانوروں کی طرح اپنی قیمت لگواتے ہیں:

تلک اور جہیز کی منحوس لعنت نے مسلم معاشرہ کے ہر طبقے کو اس انداز سے لپیٹ رکھا ہے کہ ہر طبقہ تلک اور جہیز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے، بعض علاقوں میں تو لڑکے اس سطح تک گر چکے ہیں کہ جانوروں کی طرح وہ اپنی قیمت لگواتے ہیں اور تلک

کے نام پر حرام دولت جہاں سے زیادہ وہ پاتے ہیں اسی رشتہ کو وہ قبول کر لیتے ہیں، اگر خود منہ کھولنے سے قاصر ہوتے ہیں تو خاندان کے کسی بڑے بوڑھے کو آگے بڑھا دیتے ہیں اور ان کے نام پر حرام مال لوٹنے کا راستہ اپنے لئے بنا لیتے ہیں۔

تلک وجہیز کا نتیجہ:

اس تلک اور جہیز کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کسی غریب کی بچی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس وقت سے ماں باپ کا چین وسکون چھن جاتا ہے، نیند اڑ جاتی ہے، ہر وقت اور ہر لمحہ انہیں اپنی بیٹی کی شادی کی فکر دامنگیر رہتی ہے، وہ ہر وقت اسی سوچ میں پڑے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ میری بیٹی کا کوئی رشتہ آئے گا یا نہیں، اگر آئے گا تو پتہ نہیں کیا ڈیمانڈ ہوگی؟ اور وہ ڈیمانڈ ہم پورا بھی کر سکیں گے یا نہیں، اس صورتحال سے لاکھوں ماں باپ دوچار ہیں۔

ایک دل دوز واقعہ:

اس خادم نے خود اپنی آنکھوں سے ماہنامہ ارمغان پھلت ضلع مظفر نگر سے شائع ہونے والے ماہنامہ میں آرہ صوبہ بہار کی ایک بچی کا لکھا ہوا مراسلہ پڑھا، اس بچی نے مولانا کلیم صدیقی کے نام لکھا تھا جس کو پڑھ کر خادم کا دل لرز اٹھا اور کئی رات نیند نہیں آئی، بچی نے لکھا کہ حضرت ہم لوگ تین بہنیں ہیں اور تینوں شادی کے لائق ہیں اور میرے والد ایک اسکول کے ملازم ہیں جس سے گھر کا خرچہ چلتا ہے، باقی کوئی

ذریعہ آمدنی نہیں ہے، موجودہ زمانہ میں ہم تین بہنوں کی شادی اور جہیز کے اخراجات کے قطعاً متحمل نہیں جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ فکرمند اور اداس رہتے ہیں، رات تہجد کے وقت میرے والد تہجد سے فارغ ہوکر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ہم بہنوں کی شادی کا نام لے کر اس قدر بلبلا کر اور گڑ گڑا کر رونے لگے کہ میری آنکھ کھل گئی، میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ میرے والد روتے ہوئے اللہ سے یہ کہہ رہے تھے کہ اے میرے مولیٰ یہ پھول جیسی تین بچیاں جو آپ کی امانت ہیں میں ان کی شادی سے قاصر ہوں اے اللہ غیب سے میری مدد فرمایا مجھے اپنے پاس بلالے، یہ سن کر بچی بھی رونے لگی اور پورا واقعہ مولانا کلیم صدیقی صاحب کو لکھ کر یہ لکھا کہ حضرت کیا شریعت ان حالات میں اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہم تینوں بہنیں خودکشی کرلیں؟ تاکہ ماں باپ کا بوجھ ہلکا ہوجائے۔ اس طرح کی ایک دو مثالیں نہیں بلکہ لاکھوں مثالیں ہیں کہ بچیوں نے حالات سے تنگ آکر خودکشی کرلی ہے۔

لیکن افسوس آج کے مسلمانوں کو ذرہ برابر اس کا خیال نہیں کہ وہ غیروں کی راہ پر چل کر اپنے سماج کو کس دلدل میں پھنساتے جارہے ہیں، حالانکہ اسلام نے قطعاً اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

مال کی لالچ میں شادی کا نتیجہ:

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص عزت کے لئے شادی کرتا ہے اس کو ذلت کے سوا کچھ نہیں ملتا اور جو شخص مال کی لالچ میں شادی کرتا ہے اس

کو غربت کے سوا کچھ نہیں ملتا (المعجم الاوسط للطبرانی: ۴۲۲۳)۔

ایک دوسری حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی رضا اور خوشنودی کے بغیر اس کا مال استعمال کرے (سنن الکبری للبیہقی: ۱۶۷۵۶)۔

اس کے باوجود مسلم معاشرہ میں تلک اور جہیز کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، جب کہ یہ چیزیں متفقہ طور پر سراسر حرام ہیں۔

حضرت فاطمہ کے جہیز کی حقیقت:

جو لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے وقت حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی جانے والی چیزوں سے جہیز کے جواز پر استدلال کرتے ہیں ان کا استدلال غلط ہے اور کم علمی پر مبنی ہے، چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ عطا فرمایا وہ چیزیں اور دوسری بنات مطہرات کو نہیں دیں، یہاں پر جو کچھ آپ نے دیا وہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ فروخت کروا کر اسی سے وہ سامان تیار کروایا، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اور آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا سوائے ایک زرہ کے جس کو فروخت کر کے گھر کی ضرورت کی چیزیں تیار کی گئیں، لہٰذا اس سے جہیز کے جواز پر استدلال کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام:

حاصل کلام یہ ہے کہ تلک اور جہیز کی لعنت جو کینسر کی طرح پورے مسلم معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اس کی قباحت وشناعت کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور جتنی جلدی ہو سکے اس لعنت کو مسلم معاشرہ سے باہر کر کے پاک وصاف نبوی معاشرہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے ورنہ وہ دن دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بھی بچ نہیں پائے گا، اس وقت گیہوں کے ساتھ گھن بھی پسے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلم معاشرہ کا ہر طبقہ اس پر دھیان دے اور اس لعنت سے معاشرہ کو صاف ستھرا کر کے غریبوں کی آہ وبکا سے اپنے آپ کو بچائے۔ واللہ یہدی من یشاء إلی صراط مستقیم۔

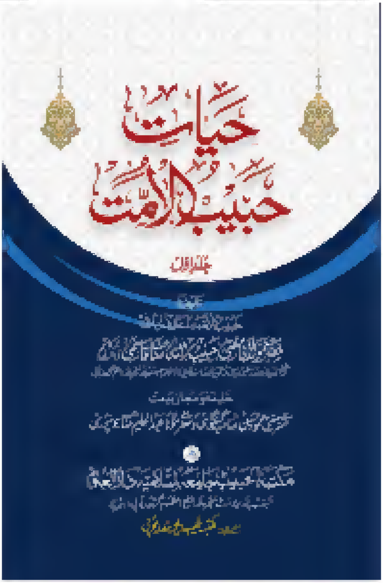

حیات حبیب الامت

جلد اول

حیات حبیب الامت

جلد دوم

حیات حبیب الامت

جلد سوم

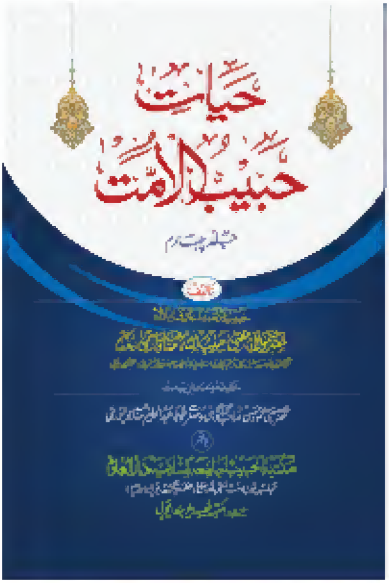

حیات حبیب الامت

جلد چہارم

ساس بہو کے جھگڑے اور اس کے اسباب

آغاز سخن:

اسلام نے جس حسن معاشرت کی تعلیم دی ہے اس کا اظہار منگنی سے لے کر بہو کے سسرال آنے تک خوب تر نظر آتا ہے اور دونوں طرف سے بھرپور اپنائیت اور گرم جوشی کا مظاہرہ ہوتا ہے، لیکن بہو کے چند مرتبہ آنے جانے کے بعد ساس بہو کے جھگڑوں کا دھیرے دھیرے آغاز ہونے لگتا ہے اور بسا اوقات یہ جھگڑے اس قدر طول پکڑ جاتے ہیں کہ لڑکا کشمکش اور ٹینشن میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ دیکھتا ہے ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف شریک حیات، میں کروں تو کیا کروں اور جاؤں تو کدھر جاؤں، بسا اوقات ماں ضد پر اڑ جاتی ہے اور لڑکے کو طلاق دینے پر مجبور کرتی ہے اور کبھی بہو سسرال کے احوال سے دل برداشتہ ہو کر میکہ کے لئے رختِ سفر باندھ لیتی ہے اور میکہ پہونچ کر کھونٹا گاڑ کر بیٹھ جاتی ہے۔

ساس بہو کے جھگڑے معاشرہ کے لئے ناسور ہیں:

آج کے دور میں مسلم معاشرہ کے لئے یہ چیز ناسور بن گئی ہے اور کوئی گھر اس

سے خالی نہیں ہے، گویا کہ گھر گھر کی یہ کہانی بن چکی ہے اس سلسلہ میں غور وفکر کے بعد ساس بہو کے جھگڑے کے چند اسباب وعوامل سمجھ میں آتے ہیں، اگر معاشرہ سے ان عوامل ومحرکات کا ازالہ کردیا جائے تو امید ہے ساس بہو کے جھگڑے ختم نہیں تو کم ضرور ہوجائیں گے ان اسباب ومحرکات عوامل وغوامض جن سے جھگڑوں کا آغاز ہوتا ہے ان میں سے چند اسباب کا تذکرہ درج ذیل سطور میں کیا جاتا ہے تاکہ حضراتِ قارئین اس کا بغور مطالعہ کرکے کسی قابل قبول حل تک رسائی حاصل کرسکیں۔

ساس بہو کے جھگڑے کا پہلا سبب:

(۱) پہلا سبب یہ ہے کہ بہو جس گھر میں بہو بن کر آتی ہے زندگی بھر ساس اس کو بہو ہی سمجھتی ہے اور اپنی بیٹی جیسا برتاؤ اس کے ساتھ نہیں کرتی جس کی وجہ سے اس گھر میں اس کو ایک پرایاپن محسوس ہونے لگتا ہے اور اپنے کو اس گھر کی خادمہ اور نوکرانی کی حد تک محصور کرلیتی ہے اسی کے ساتھ گھریلو کام کاج کا اس پر اتنا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے کہ اس کو اپنی راحت وآرام تفریح قلب ودماغ اور خدمت شوہر کا موقع ہی نہیں ملتا جس سے گھبراکر مختلف قسم کے اوہام وخیالات کی وہ شکار بن جاتی ہے۔

سبب نمبر دو:

(۲) بہو جس گھر میں بہو بن کر آتی ہے اور گھر کی دیرینہ مالکہ جس کو ساس کہا جاتا ہے اور رشتہ کے بعد وہ ماں کا درجہ لے لیتی ہے، لہٰذا ہر بہو کو اپنی ساس کو ماں سمجھ کر

ماں جیسا برتاؤ اس کے ساتھ کرنا چاہئے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ بہو ساس کو ماں کا درجہ نہیں دے پاتی جس کی وجہ سے ساس اور بہو کے درمیان دوری بنی رہتی ہے۔ اور یہ دروی دھیرے دھیرے ایک دوسرے کے قریب ہونے کے بجائے بہت دور کر دیتی ہے۔

سبب نمبر تین:

(۳) احساسِ ملکیت عورت کے اندر ملکیت کا احساس اس قدر شدید ہوتا ہے کہ وہ اس میں شرکت برداشت نہیں کر پاتی، ساس کیونکہ ایک طویل زمانہ سے ہر چیز کی مالکہ اپنے کو تصور کرتی ہے اور بہو کے آنے کے بعد دھیرے دھیرے لڑکے کے ذریعہ یہ ملکیت اس کو کھسکتی ہوئی نظر آتی ہے اس لئے وہ اس شراکت کو برداشت نہیں کر پاتی اور اس شراکت کا تصور نزاع کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور چھوٹی چھوٹی چیزوں میں اس کا عکس نظر آنے لگتا ہے۔

چوتھا سبب:

(۴) معمولی معمولی باتوں پر ساس بہو کا الجھ جانا یہ بھی ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک سبب ہے جبکہ وہ باتیں بہت معمولی ہوتی ہیں جن کو نزاع کا سبب نہیں بننا چاہئے لیکن بسا اوقات ان کو اتنا طول دے دیا جاتا ہے کہ ساس بہو دونوں اس میں الجھ جاتی ہیں اور الجھ کر ایک دوسرے سے دور ہو جاتی ہیں جبکہ معمولی معمولی باتوں کو نظر انداز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

پانچواں سبب:

(۵) بہو کا ہر بات اپنے اہل خانہ سے شیئر کرنا۔ بعض بہوؤں کا یہ بھی مزاج ہوتا ہے کہ سسرال کی ہر بات اپنے والدین بھائی بہنوں سے وہ شیئر کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں بہت سے اہل خانہ کی طرف سے بعض مرتبہ ایسی باتوں کی تلقین کی جاتی ہے جو نامناسب ہوتی ہیں، صبر وشکر کی تلقین کے بجائے اس کو اکسایا جاتا ہے اور جواب کی ترغیب دے کر گھر کو توڑنے کی مختلف تدبیریں بتائی جاتی ہیں ان کو بروئے کار لاکر بہو سسرال والوں سے بھڑ جاتی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ سسرال والے میرا کیا بگاڑ لیں گے میری پشت پر میرے والدین اور میرے بھائی بہن کھڑے ہیں، حالانکہ اس طرح کی باتوں سے والدین اور بھائی بہنوں کو مکمل اجتناب کرنا چاہئے، لیکن معاشرہ میں ایسا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے چھوٹی سی چنگاری پورے گھر کی عزت کو ختم کردیتی ہے۔

چھٹا سبب:

(٦) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ساس کا بہو کی ہر بات کو بیٹیوں سے شیئر کرنا بھی ہے جس کے نتیجہ میں بیٹیاں اپنے اپنے سسرال میں پیش آمدہ احوال کے تناظر میں ماں کو ایسے مشورے دیتی ہیں جن پر ماں بیٹیوں کی محبت میں عمل پیرا ہوجاتی ہیں، پھر اسی تناظر میں اپنی بہو کے ساتھ معاملات و برتاؤ

شروع کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں ساس بہو کے تعلقات میں کشیدگی شروع ہو جاتی ہے اور دھیرے دھیرے جھگڑوں کی شکل میں وہ باتیں ابھر کر سامنے آنے لگتی ہیں۔ یہ ایسا سبب ہے جس سے گھر گھر کی مائیں متاثر ہیں اور ساس بہو کے جھگڑوں میں اس سبب کا بھی بڑا دخل ہے۔

ساتواں سبب:

(۷) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک سبب گھریلو معاملات اور مشوروں میں بہو کو شریک نہ کرنا بھی ہے جبکہ بہو اس گھر کے ایک ممبر کی حیثیت سے گھریلو مشوروں میں شرکت کا حق رکھتی ہے، لیکن اس کو مسلسل نظر انداز کرنے کی وجہ سے ایک طرح کی غیریت کے جذبات بہو میں پیدا ہو جاتے ہیں اور وہی چیز بعض مرتبہ جھگڑوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

آٹھواں سبب:

(۸) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے کبھی کبھار چند بہوؤں میں سے کسی ایک بہو کی طرف رجحان اور جھکاؤ بھی بن جاتا ہے جس کی وجہ سے دوسری بہوئیں حسد میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور یہی حسد باعث نزاع بن جاتا ہے جبکہ یہ غیر اختیاری چیز ہوتی ہے ایسا لڑکوں کے درمیان بھی ہوتا ہے جس کی بہت سی مثالیں

موجود ہیں۔

لہٰذا اس چیز کو دوسری بہوؤں کو حسد کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے تا کہ گھر کا ماحول متعفن نہ ہو اور گھر میں رہنے والے ذہنی تناؤ کے شکار نہ ہوں۔

نواں سبب:

(۹) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب بہو کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ میں پوری فیملی سے الگ تھلگ زندگی گزاروں اور جب ساس کو یہ اندازہ لگ جاتا ہے کہ یہ بہو میرے بیٹے کو مجھ سے الگ کرنا چاہتی ہے اور میری کمائی پر یہ تنہا قبضہ کرنا چاہتی ہے تو یہ سن کر ماں کو آگ لگ جاتی ہے اور اس بنیاد پر بھی لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جبکہ بہو کا یہ اساسی حق ہے، اگر والدین جوائنٹ فیملی کے بجائے ہر بچہ کو شادی کے بعد فوراً الگ کر دیا کریں اور بیوی بچوں کے اخراجات کا بوجھ اس پر ڈال دیا کریں جیسا کہ بہت سے ممالک میں ایسا ہی کیا جاتا ہے تو اس سے والدین بھی سکون سے رہتے ہیں اور بہو بھی سکون کے ساتھ رہتی ہے۔

لیکن ہندوستان میں جوائنٹ فیملی کا تصور ہے اس تصور نے بھی معاشرتی بہت سے مسائل پیدا کر رکھے ہیں اور ان سب مسائل کا حل صرف یہی ہے کہ لڑکے کو شادی کے بعد خود مختار بنا کر آزاد کر دیا جائے۔

دسواں سبب:

(۱۰) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک سبب سامان جہیز کی کمی پر ساس کا بار بار طعنہ دینا بھی ہے، اگر چہ ہر بیٹی والا اپنے اعتبار سے اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ سامان جہیز دینے کی کوشش کرتا ہے اور دیتا بھی ہے لیکن اس کے باوجود لڑکے والے کو کمی کا گلہ ہمیشہ رہتا ہے جس کا تذکرہ ساس کی زبان پر بطور طعنہ کے آتا رہتا ہے جس کو سن کر بہو کا دل چھلنی ہوتا رہتا ہے، پھر ایک دن وہ آتا ہے کہ بہو اس کو برداشت نہیں کر پاتی اور ساس سے بھڑ جاتی ہے۔

گیارہواں سبب:

(۱۱) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک سبب ماں کا اپنے بیٹے سے بہو کی معمولی وغیر معمولی باتوں کی شکایت کرنا بھی ہے، پھر جب بیٹا یعنی شوہر اپنی بیوی سے ماں کی باتیں نقل کرتا ہے تو بہو کو وہ باتیں بری لگتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں ساس بہو کے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی یہ جھگڑے طول پکڑ جاتے ہیں۔

بارہواں سبب:

(۱۲) ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک سبب معمولی باتوں

کی والدین سے شکایت کرنا بھی ہے جب بہو کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری ساس نے میری شکایت میرے ماں باپ سے کی ہے تو اس کو وہ برداشت نہیں کرپاتی جس کے نتیجہ میں آپس میں جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں لیکن راقم انہیں چند باتوں پر اکتفاء کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ معاشرہ کی اصلاح فرمائے اور اسلام وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

* * *

الوقت اثمن من الذهب

تعارف
تصنیفات و تالیفات
حبیب الامت

تالیف

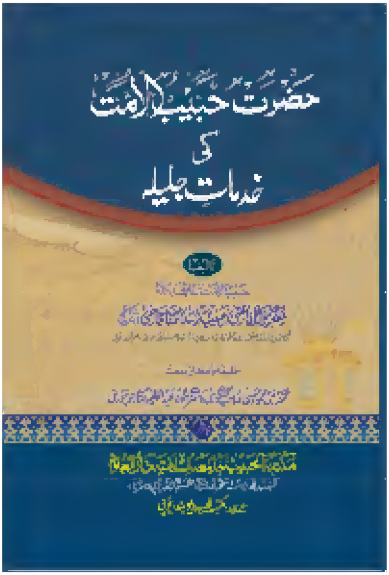
حضرت حبیب الامت
کی
خدمات جلیلہ

میاں بیوی کے جھگڑے اور اس کے اسباب

تمہید:

عصر حاضر میں مسلم معاشرہ کی تباہ کاریوں کے اسباب میں ایک بڑا سبب میاں بیوی کے جھگڑے بھی ہیں، جبکہ قرآن وحدیث اللہ اور رسول کی تعلیمات میں بہت صراحت اور وضاحت کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق اور آداب بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر میاں بیوی خوشگوار اور پُرسکون زندگی گزار سکتے ہیں لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا بلکہ بعض رشتوں میں شروع ہی سے تلخیاں نظر آنے لگتی ہیں اور بعض رشتوں میں کچھ عرصہ کے بعد تلخیاں دکھائی دینے لگتی ہیں، حالانکہ ان تلخیوں کو دور اور حل کرنے کا نسخہ بھی اسلامی تعلیمات میں موجود ہے لیکن آج کا نوجوان ان نسخوں کو استعمال کرنے کے بجائے اپنا پاور استعمال کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ رشتہ جس کو جنت تک چلنا چاہئے تھا اس کا شیرازہ دنیا ہی میں ایسا بکھرتا ہے کہ دونوں خاندان ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوجاتے ہیں اور مسئلہ علماء، دارالقضاء، محکمۂ شرعیہ سے نکل کر دنیاوی عدالت اور کورٹ تک پہونچ جاتا ہے جس کے نتائج بد سے پورا معاشرہ واقف ہے۔

میاں بیوی کے جھگڑے کے اسباب:

میاں بیوی کے جھگڑے کے عوامل ومحرکات غوامض وعلل پر غور کرنے کے بعد اس کے چند اسباب سمجھ میں آتے ہیں اگر معاشرہ ان امور پر غور وفکر اور تدبر سے کام لے تو خادم کا خیال یہ ہے کہ ان شاء اللہ بیشتر جھگڑے یا تو رفع ہو جائیں گے یا پیدا ہی نہیں ہوں گے یا بسہولت حل ہو جائیں گے، لیکن افسوس یہ ہے کہ آج کا مسلم معاشرہ ان باتوں کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہر ایک اپنی دانائی پر ایسا انحصار کئے بیٹھا ہے کہ تجربہ کاروں، اسلامی تعلیمات سے آشناؤں، معاملات کے رمز شناساؤں سے مشورہ لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا جس کا نتیجہ معاشرہ کے سامنے ہے۔

درج ذیل سطور میں میاں بیوی کے جھگڑوں کے چند اسباب ذکر کئے جاتے ہیں تا کہ امت کے لئے وہ ہدایات مشعل راہ بن سکیں اور ہر جوڑا خوشگوار اور پُر سکون ماحول میں زندگی گزار سکے۔

پہلا سبب:

(۱) میاں بیوی کے جھگڑوں کے اسباب میں ایک بڑا سبب دونوں کا اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت ہے عموماً ہوتا یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں رشتۂ ازدواجیت کے بندھن میں بندھ تو جاتے ہیں لیکن ان کو یہ خبر نہیں ھوتی کہ ایک دوسرے کے حقوق و

آداب کیا ہیں؟ اگر شادی سے پہلے دونوں کو باضابطہ تقریر یا تحریر کے ذریعہ آپسی حقوق وآداب کی تعلیم دے دی جائے تو ناچاقی کے اتفاقات بہت کم ہوجائیں گے اور یہ چیز دونوں کی خوشگوار زندگی کے لئے بے حد مفید اور معین ثابت ہوگی۔

لیکن ہوتا یہ ہے کہ مہینوں پہلے دونوں طرف سے شادی کی مختلف قسم کی رسومات کی تکمیل کے لئے پورا وقت گھر والے صرف کرتے ہیں لیکن اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی کہ بننے والے دولہا کو کسی صالح متقی دیندار تجربہ کار عالم ومفتی کے پاس بھیج کر میاں بیوی کے حقوق وآداب اور طرز معاشرت کی تعلیم دلوادیں، اسی طرح بننے والی دلہن کی تعلیم وتربیت کی کتاب فراہم کرکے یا کسی صالحہ معلّمہ کے ذریعہ شادی کے بعد والی زندگی کیسے گزارنی چاہئے اس کو بتلا اور سکھلا دیا جائے اگر ان امور کی طرف معاشرہ کے لوگ توجہ دے دیں تو بہت سے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

دوسرا سبب:

(۲) میاں بیوی کے درمیان جھگڑوں اور اختلافات کے اسباب میں ایک سبب صرف مال اور جمال کی بنیاد پر نکاح بھی ہے معاشرہ میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ دین سے مکمل صرف نظر کرکے صرف جمال اور مال کی بنیاد پر نکاح کرتے ہیں جبکہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیحی طور پر دین کو اپنانے کا حکم دیا ہے جب مال میں کمی نظر آتی ہے تو یہ چیز بھی جھگڑے کا روپ اختیار کرلیتی ہے،

اس لئے رشتہ کے انتخاب میں دینداری سے مکمل صرف نظر نہیں کرنی چاہئے اور سیرت واخلاق ضرور مطمح نظر رکھنا چاہئے۔

تیسرا سبب:

(۳) کبھی میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی وجہ وہ حق تلفی ہوتی ہے جس کا حق شریعت نے لڑکے کو دیا ہے یعنی شادی سے پہلے لڑکے کا یہ حق ہوتا ہے کہ اس کی بننے والی بیوی کا پورا تعارف کرا کر اس کی رائے معلوم کرلی جائے نیز کسی مناسب موقع سے بننے والی بیوی سے اس کو روبرو کرادیا جائے تاکہ لڑکا اپنی نظروں سے بننے والی بیوی کو دیکھ لے اور کوئی رائے قائم کرنے میں اس کو آسانی ہو جس کی اجازت شریعت نے بھی دی ہے۔

لیکن معاشرہ میں جو چیز رائج ہے وہ یہ ہے کہ دونوں طرف کے بڑے بوڑھے لڑکے اور لڑکی کی لاعلمی میں کبھی قرابت ورفاقت کی بنیاد پر کبھی مال ومنصب کی لالچ میں رشتہ طے کردیتے ہیں اور طے کرنے کے بعد لڑکے اور لڑکی پر اپنے بڑکپن کا وزن ڈال کر اس طرح باخبر کرتے ہیں کہ دونوں کو نہ چاہتے ہوئے بھی بادل ناخواستہ خاموش رہنا پڑتا ہے، پھر یہ خاموشی اس وقت ٹوٹتی ہے جب دونوں روبرو ہوکر ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور جب ایک دوسرے کے احوال سے واقفیت ہوتی ہے تو بڑوں کی لگائی ہوئی یہ گرہ دھیرے دھیرے ڈھیلی پڑنے لگتی ہے اور نتیجہ خلع یا طلاق تک

پہونچ جاتا ہے اس لئے جو حقوق اسلام نے ایک دوسرے کو دیئے ہیں اس کی ہر حال میں بڑوں کو رعایت کرنی چاہئے۔

چوتھا سبب:

(۴) میاں بیوی کے درمیان اختلافات کی کبھی عدم کفائت بھی وجہ بنتی ہے لڑکا جس صلاحیت کا مالک ہے اور جو استعداد ولیاقت اس کے پاس ہے بیوی اس کے مقابلہ میں ڈبل زیرو ہوتی ہے جس کی وجہ سے شوہر کی بتلائی ہوئی باتوں کو نہیں سمجھ پاتی وہ اپنی زیرو صلاحیت کی وجہ سے کسی جاہل لڑکے کے رشتہ کے مناسب ہوتی ہے لیکن کبھی دونوں خاندان کے بڑے دیرینہ تعلقات اور رفاقت کی وجہ سے پڑھے لکھے عالم، فاضل، حافظ، قاری، مفتی، ادیب، باصلاحیت خطیب، صاحب قلم، اور مصنف، بہترین داعی وواعظ کے گلہ میں ایسی جاہل جٹ لڑکی کا طوق پہنا دیتے ہیں جو ہر اعتبار سے جاہل ہونے کے ساتھ الٹی کھوپڑی کی مالکہ ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے مزاج وطبیعت کو بھی زندگی بھر نہیں پہچان پاتی ہے ایسی عورتیں کسی جاہل لڑکے کے قابل ہوتی ہیں لیکن بڑے اپنے بڑکپن کا بوجھ ڈال کر ایسے لڑکوں کو ہمیشہ کے لئے بوجھل کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کبھی تو بڑوں کے احترام میں گھل گھل کر اپنی زندگی گزار لیتا ہے اور کبھی ایسے بوجھل قلادہ کو گلے سے نکال کر پھینک دیتا ہے۔

پانچواں سبب:

(۵) میاں بیوی کے اختلاف اور جھگڑوں کا سبب کبھی وہ تلک بھی ہوتا ہے جس کو لڑکا مختلف ذرائع سے اپنے خاندان والوں کے توسط سے وصول کرتا ہے، یہ چیز بھی بعد میں چل کر لڑکی کی طرف سے طعنہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں اختلاف و شگاف بڑھنے لگتا ہے، اگر اس بُری اور حرام رسم سے لڑکے والے اپنے کو بچالیں تو آپسی اختلافات جو اس کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اس سے بسہولت بچ سکتے ہیں۔

چھٹا سبب:

(٦) میاں بیوی کے درمیان جھگڑوں کے اسباب میں ایک سبب جہیز کی کمی بھی ہوتی ہے جس کا طعنہ بار بار لڑکے والوں سے سن سن کر لڑکی اوبھ جاتی ہے اور نتیجہ کے طور پر میاں بیوی کے درمیان اسی بنیاد پر تناؤ شروع ہو جاتا ہے اور کبھی بات اتنی بگڑ جاتی ہے کہ یہ بندھن ٹوٹنے کے قریب پہونچ جاتا ہے۔

ساتواں سبب:

(۷) میاں بیوی کے جھگڑوں کے اسباب میں ایک سبب ساس بہو کے جھگڑے بھی ہوتے ہیں وہ جھگڑے دھیرے دھیرے لڑکے یعنی شوہر کو متاثر کرتے

ہیں اور اس کے ایکشن اور ری ایکشن میں لڑکا یعنی شوہر اپنی بیوی سے الجھنا شروع کر دیتا ہے اور ماں کے ہر حق و ناحق میں ساتھ دے کر بیوی کو دبانا شروع کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں بیوی ایک دن شوہر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے لگتی ہے، اس طرح آپسی ادب واحترام کی دیوار منہدم ہو جاتی ہے اور بے حجابانہ گفتگو غلط رُخ اختیار کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں پرانا رشتہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

(۸) میاں بیوی کے جھگڑوں کے اسباب میں ایک سبب بیوی کا ماں باپ سے علیحدگی کا مطالبہ بھی ہوتا ہے، بیوی کا یہ مطالبہ معاشرہ میں اتنا سنگین جرم سمجھا جاتا ہے کہ سسرال والے اور بے وقوف ساس اس کو برداشت نہیں کر پاتی، حالانکہ ایک بیوی کا یہ شرعی اور اساسی حق ہوتا ہے جو حق اس کو پہلی رات ہی سے حاصل ہو جانا چاہئے لیکن کیونکہ ہندوستان میں جوائنٹ فیملی کے تصور نے اپنی جڑیں اتنی گہری اور مضبوط کر لی ہیں کہ سماج میں علیحدگی کا کوئی تصور نہیں ہے جس کی وجہ سے بے شمار فتنے جنم لے رہے ہیں، اگر شادی کے بعد فوراً میاں بیوی کو خود مختار بنا دیا جائے تو ان فتنوں سے معاشرہ بسہولت پاک وصاف ہو سکتا ہے اور میاں بیوی کے جھگڑوں کا یہ سبب بھی ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

نواں سبب:

(۹) میاں بیوی کے جھگڑوں کے اسباب میں ایک سبب فرمائشوں کی زیادتی بھی ہے جب شوہر کی حیثیت سے زیادہ بیوی کا مطالبہ شوہر سے ہوتا ہے تو اس وقت میاں بیوی کے اختلافات شروع ہوجاتے ہیں، اس لئے بیوی کو اتنی ہی فرمائش کرنی چاہئے جس کا متحمل شوہر اور اس کی کمائی ہو اور شوہر کو بھی چاہئے کہ شروع ہی سے اعتدال کی راہ اختیار کرے بعض مرتبہ شوہر بیوی اور اولاد کی محبت میں فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب فراخی کسی وجہ سے تنگی سے بدل جاتی ہے تو بیوی اور بچے منہ چڑھانا شروع کردیتے ہیں اور چورن کھایا ہوا چہرہ بنانے لگتے ہیں جس کے نتیجہ میں میا بیوی کے اختلافات شروع ہوجاتے ہیں اور بات خراب ہونے لگتی ہے اس لئے شوہر کو چاہئے شروع ہی سے اعتدال سے وابستہ رہے، اس طرح شوہر آپسی ناچاقی سے محفوظ رہے گا۔

دسواں سبب:

(۱۰) میاں بیوی کے جھگڑوں کے اسباب میں ایک سبب شوہر کی کمائی اور ذرائع آمدنی کا احتساب بھی ہے جس کا حق بیوی کو نہیں ہے لیکن بعض بیویاں اپنا حق سمجھ کر شوہر کی کمائی کا حساب وکتاب لینا شروع کردیتی ہیں جس سے آپسی نزاعات

شروع ہوجاتے ہیں، اس لئے ہرایک کواپنے دائرہ میں رہ کر کام کرنا چاہئے، نیز شوہر کو بھی چاہئے کہ اپنی تنخواہ (سیلری) اوراپنی ذرائع آمدنی کو بیوی سے شیئر نہ کرے ورنہ عام طور پر زیادہ پیسوں کو دیکھ کر ہاتھ کے ساتھ زبان اور گھریلو سامان کی فہرست دراز ہوجاتی ہے، اس لئے بقدر ضرورت بیوی کے حوالہ کرنیکے بعد باقی پیسے اپنے پاس محفوظ رکھے تاکہ بوقت ضرورت وہ کام آسکیں اور دست درازی سے وہ محفوظ رہے۔

گیارہواں سبب:

(۱۱) میاں بیوی کے اختلاف کے اسباب میں ایک سبب شوہر کے لئے سامان زینت اور آراستگی واسباب تحسین وذرائع جذبِ نظر کا اختیار نہ کرنا بھی ہے، شوہر کیونکہ مرد ہونے کی وجہ سے مختلف علاقوں کا سفر کرتا ہے اور دوران سفر ہر طرح کے اسباب تزئین پر اس کی نظر پڑتی ہے خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری، اگرچہ اختیاری نظر مذموم وممنوع ہے تاہم اس نظر کی وجہ سے اسکے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے کاش میری بیوی بھی اس طرح سے نظر آتی لیکن اس کی خواہش حکم اور اصرار کے باوجود اسباب تزین کو وہ اختیار نہیں کرتی تو شوہر کو اس کے جاہلانہ وقر ویانہ انداز پر غصہ آتا ہے اور اس طرح بات بگڑنا شروع ہوتی ہے شوہر اگرچہ اس کی اس نازیبا حرکت کو کسی دباؤ میں برداشت کرلیتا ہے لیکن ایسی بیویاں شوہر کی منظور نظر نہیں بن پاتیں اور یہ چیز بھی باعث نزاع بن جاتی ہے، حالانکہ یہ مطالبہ شوہر کی طرف سے بے جا نہیں بلکہ بجا ہوتا ہے۔

بارہواں سبب:

(۱۲) میاں بیوی کے اختلاف کے اسباب میں سے ایک سبب شوہر کا تسکین نہ پانا ہے خاص طور پر بچے کی ولادت کے بعد عورتوں کی ذاتی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں جن مجبوریوں کو بہت سنجیدگی کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن شوہر کی ناسمجھی کی وجہ سے بعض مرتبہ غیر متوقع صورت سامنے آجاتی ہے جس کی وجہ سے قربت دوری سے تبدیل ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی یہ دوری اتنی دراز ہوجاتی ہے کہ ہمیشہ کی دوری کا سبب بن جاتی ہے، اس لئے ماہانہ وسالانہ آمد کے محدود و مسدود ذرائع کو طرفین کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور شرعی اعتبار و قابل قبول حدود کے اندر رہتے ہوئے زندگی گزارنے کی ضرورت ہے اگر کبھی روزہ رکھنے کی ضرورت آجائے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے، اس لئے کہ وہ بھی عبادت ہے۔

اسباب تو اور بہت سارے ہیں لیکن مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے انہیں چند اسباب ومحرکات پر اکتفا کیا جاتا ہے، امید کہ اہل خرد کے لئے یہ تحریر کافی ہوگی اور معاشرہ کی پراگندگی کو دور کرنے میں یہ تحریر معین اور ممد ثابت ہوگی۔

واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم.

علم کی ضرورت واہمیت اور عصری علوم کے نقصانات

تمہید:

علم کی ضرورت اور افادیت اور اہمیت ہر زمانہ میں مسلمات میں سے رہی ہے، علم ہی ایک ایسی دولت ہے جو انسان کو پستی سے بلندی کی طرف لے جاتی ہے، ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہے، صغیر کو کبیر بنا دیتی ہے، حقیر کو عظیم بنا دیتی ہے، غیر مہذب کو مہذب بنا دیتی ہے، ایسے لوگوں کو معاشرہ میں عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، مسلم معاشرہ کی سیکڑوں ضروریات کی تکمیل اہل علم ہی سے ہوتی ہے۔

اہل علم کی ضرورت:

جب معاشرہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اذان اور تکبیر اور تحنیک کے لئے اہلِ علم کی ضرورت پڑتی ہے، جب بچہ قدرے باشعور ہو جاتا ہے اور اس کو بسم اللہ کرانی ہوتی ہے تو اس وقت بھی اہل علم کی ضرورت پڑتی ہے، جب بچہ قدرے اور بڑا ہوتا ہے اور اس کو قرآن اور حدیث، عقائد اور مسائل کی تعلیم دینی ہوتی ہے اس وقت

بھی اہل علم اور علماء کی ضرورت پڑتی ہے، اور جب اس بچہ کو باضابطہ عالم، فاضل، مفتی بنانا ہوتا ہے تب بھی اہلِ علم اور علماء کی ضرورت پڑتی ہے اور جب بچہ کا نکاح کرنا ہوتا ہے اس وقت بھی اہل علم اور علماء کی ضرورت پڑتی ہے اور جب مکاتب، مدارس اور مساجد کی آبادی کا نمبر آتا ہے اس وقت بھی معاشرہ کو اہلِ علم اور علماء کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جب عیدین کی نماز کا وقت آتا ہے تو اس وقت بھی معاشرہ کو اہل علم اور علماء کی ضرورت ہوتی ہے، جب روزہ حج، زکوۃ کے مسائل کا نمبر آتا ہے تو اس وقت بھی اہل علم اور علماء ہی کام آتے ہیں، جب دنیا سے جانے کا وقت آتا ہے تو تجہیز و تکفین سے لے کر غسل اور نمازِ جنازہ تک کے فرائض اہل علم ہی انجام دیتے ہیں۔

علماء سے معاشرہ کی محرومی:

اہل علم اور علماء کی اس قدر اہمیت کے باوجود آج کے معاشرہ میں اہل علم حضرات کو وہ مقام نہیں دیا جاتا جس کے یہ مستحق ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلم معاشرہ علم کی وسعت کے باوجود صحیح علم رکھنے والے علماء سے محروم ہیں اور وہ ایسی جگہ ہجرت کر جاتے جہاں ان کے علم کی قدر ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم کی دعاء:

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے جب اللہ رب العزت کے حکم سے

اللہ کے پاک گھر کی تعمیر کردی اس کے بعد آپ نے دعاء فرمائی: "ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلو علیهم آیاتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة و یزکیهم" (سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۲۹)۔ اے ہمارے پروردگار ان میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کے سامنے آپ کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں اور ان کے باطن کا تزکیہ کریں)۔

امام الانبیاء کی آمد:

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعاء قبول ہوئی اور آپ کی دعاء کی برکت سے نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی قوم سے پیدا ہوئے جو قوم بیت اللہ کے گرد و پیش آباد تھی اور چالیس سال کے بعد غار حرا میں جب آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تو سب سے پہلی آیتیں جو آپ پر اتاری گئیں ان آیات میں بھی علم کا تذکرہ ہے (سورۂ علق، آیت نمبر ۱ تا ۵)۔

چنانچہ آپ نے منصبِ نبوت کو سنبھالا تو آپ نے یہ اعلان فرمادیا "انما بعثت معلما" کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ایک موقع پر آپ نے صراحتاً ارشاد فرمایا: "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" (بیہقی)۔ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

سب سے پہلا دار العلوم:

چنانچہ آپ نے صفّہ کی بنیاد رکھی جو طالبین علوم نبوت کے لئے پہلی درسگاہ تھی، آج دنیا کے سارے مدارس و مکاتب کی کڑیاں اسی صفہ و اصحاب صفہ سے مربوط ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کا گزر دو مجالس کے پاس سے ہوا ایک مجلس والے ذکر و مناجات میں مصروف تھے اور دوسری مجلس والے علم حاصل کرنے اور سیکھنے سکھانے میں مصروف تھے۔ آپ مجلس میں جلوہ افروز ہو گئے اور یہ کہہ کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی "إنما بعثت معلما" (مسند دارمی)۔ علم کے حاصل کرنے والوں کی اہمیت اور افادیت بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنے والوں کے لئے آسمان و زمین کی تمام مخلوقات کے ساتھ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعا گو رہتی ہیں (ترمذی شریف)۔ الغرض علم کے فضائل و مناقب اتنے ہیں کہ ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن اسلاف نے اس کی بھی صراحت کی ہے۔ ع

علمے کہ راہ حق ننماید جہالت است

کہ جو علم اللہ تک نہ پہنچائے اللہ کا قرب نہ دلوائے جس علم سے اللہ کی رضا نہ حاصل ہو جس علم سے اللہ تک پہنچنے کا راستہ نہ معلوم ہو وہ علم علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔

معاشرہ کو ڈاکٹر وکیل کی بھی ضرورت ہے:

اس میں شک نہیں کہ معاشرہ کو جہاں ترجیحی طور پر علماء فقہاء، حفاظ وقراء، علماء ربانیین راسخین فی العلم کی ضرورت ہے وہیں ڈاکٹر، ماسٹر، بیرسٹر، وکیل اور جج کی بھی ضرورت ہے، لیکن یہ ذہن میں رہنا چاہئے یہ حضرات جن راہوں سے گزر کر ان مناصب تک پہونچتے ہیں ان کو علم نہیں کہا جاسکتا، البتہ اس کی تعبیر فن سے کی جاسکتی ہے، لیکن مختلف فنون کے جاننے والوں کا جو مقام ہے، معاشرہ کو ان کو اسی مقام پر رکھنا چاہئے اور اہل علم وعلماء کا جو مقام ہے ان کو وہ مقام دیا جانا چاہئے۔

علوم عصریہ کا سیلاب:

لیکن افسوس آج علوم عصریہ کے سیلاب میں امت اتنی تیزی کے ساتھ بہتی جارہی ہے کہ وہ اپنے نونہالوں کے مستقبل کو فراموش کرچکی ہے، علوم عصریہ کی طرف لپک کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کے مسلم بچے اسلام کی بیسک تعلیم سے محروم ہیں، فرائض وواجبات سے محروم ہیں، اسلامی طور طریقہ سے محروم ہیں، قرآنی اور نبوی تعلیمات سے مکمل ناآشنا اور نابلد ہیں۔

چشم دید واقعہ:

اس خادم نے اپنی آنکھوں سے مکمل عصری علوم پر انحصار کرنے والے ایسے

نوجوانوں کو بھی دیکھا ہے کہ والد کا جنازہ سامنے رکھا ہوا ہے لیکن اس کو یہ نہیں معلوم کہ جنازہ کی نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے اور کون کون سی دعاء کب کب پڑھی جاتی ہے؟

اسکول کے ایک بچہ کا واقعہ:

خادم نے یہ بات بھی اپنے کانوں سے سنی جب ایک بڑے میاں سے ان کے دوست نے یہ سوال کیا کہ آپ کا بچہ اسکول میں پڑھ رہا تھا کس درجہ تک پہنچا ہے؟ تو بڑے میاں نے یہ جواب دیا یہ تو مجھے نہیں معلوم کس درجہ تک پہنچا ہے لیکن ماشاءاللہ پائجامہ لنگی چھوڑ کر پینٹ پہننے لگا ہے، اور کھڑے ہو کر موتنے لگا ہے۔

ایک کالج کا واقعہ:

اعظم گڈھ شہر کے ایک کالج میں ایک صاحب نے اپنے بچہ کو داخل کیا، کچھ عرصہ کے بعد اس کے والد صاحب جب پردیس سے واپس ہوئے اور بچے سے ملنے کے لئے کالج میں گئے تو اس کالج کے پرنسپل نے والد سے یہ شکایت کی کہ آپ اپنے بچہ کو سمجھا دیجئے وہ بہت خراب ہو گیا ہے، انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو جواب میں اس نے کہا جب اذان ہوتی ہے تو ساتھیوں کو روم میں جمع کر کے نماز پڑھتا ہے اور جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو روزہ رکھتا ہے، باپ پرنسپل کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔

عصری درسگاہوں کا حال زار:

لیکن آج بھی اسکول اور کالجوں میں وہی سب کچھ ہو رہا ہے، جس کا اسلام میں کہیں سے کہیں تک تصور نہیں ہے، لیکن آج عصری علوم کے نام پر مسلم معاشرہ میں ایسا سیلاب آیا ہوا ہے کہ اس سیلاب میں شہری و دیہاتی، امیر و غریب، پڑھے لکھے، ان پڑھ سب بہہ رہے ہیں اور علماء پریشان ہیں، لیکن علماء اس پر بند لگانے سے قاصر ہیں۔ انہیں عصری درسگاہوں کی مخلوط تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلم بچیاں اسلامی اقدار و معاشرت سے دور ہوتی جارہی ہیں اور غیروں کے ہاتھوں کا کھلونا بنتی جارہی ہیں، آزادئ نسواں کے نام پر مغرب نے فضاء میں جو زہر پھیلایا ہے اس زہر کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلم بچیاں بھی اسکول کالجوں میں جا کر دین و ایمان فروش ہو جارہی ہیں اور آج کل موبائل اور انٹرنیٹ نے جلتے پر پٹرول کا کام کر رکھا ہے۔

خلاصۂ کلام:

آج بھی اگر مسلمان اسلامی معاشرت کو اپنالے تو ان کے بچے اور بچیاں کھلونا بننے سے بچ جائیں، لیکن معاشرہ نے ترقی کا جو معیار بنالیا ہے اس کو پانے کے لئے چاہے ایمان اور اسلام سے ہاتھ دھونا پڑے اور اپنے نونہالوں کو یہود و نصاریٰ کی گود میں دے دینا پڑے وہ سب کچھ منظور ہے، پھر بھلا کیونکر نہ اللہ کا عذاب آئے گا،

سنامی آئے گی، زلزلے آئیں گے، اموات کی کثرت ہوگی، روزی کی برکت ختم ہوجائے گی، حلال وحرام کی تمیز ختم ہوجائے گی، گانے باجے سے دلچسپی بڑھ جائے گی، شراب نوشی اور زنا کاری عام ہوجائے گی، اور طرح طرح کے منکرات ولغویات و فواحش کی امت شکار ہوجائے گی۔

بس دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کی حفاظت فرمائے اور صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

* * *